رجسٹرڈ ایل نمبر ۶

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم با تو اے جیا در قادیاں بینی	دوا ہر بیماری بیاغرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۲۸	قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۲۵	جلد ۱۱

ایک دریافت طلب امر

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سال گذشتہ کے اختتام پر ایک قاعدہ تجویز کیا گیا تھا جس کا منشاء یہ تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کی تمام مدات کی آمد مفصل ماہوار شائع ہوا کرے لیکن پہلے ہی مہینہ میں جب اس آمد کی تفصیل کمیٹی کے سامنے آئی تو معلوم ہوا کہ اسکی چھپوائی پر ایک کثیر رقم ماہوار خرچ ہوگی لہذا اس قاعدہ کو منسوخ کرکے اسکی بجائے یہ قاعدہ تجویز کیا گیا کہ ہر ایک رقم کی جو دفتر محاسب میں پہونچے خواہ وہ کسی مد کی ہو ایک رسید باضابطہ دفتر محاسب سے دی جایا کرے جس کا مثنیٰ دفتر محاسب میں رہے مگر ہر ایک رقم کی رسید نہ دیجاوے۔ اور یہ اعلان کر دیا جاوے کہ فرستندہ روپیہ کو اگر دفتر محاسب کی رسید نہ پہونچے تو اسے اپنے روپیہ کے متعلق فی الفور خط وکتابت کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اس قاعدہ پر اب تک عملدرآمد ہو رہا ہے اور جو رسیدیں کارڈوں پر فرستندگان رقوم کی خدمت میں بھیجی جاتی ہیں ان کا مثنیٰ کارڈ دفتر محاسب میں رہتا ہے اور حسب منشاء فیصلہ کمیٹی اخبارات کے ذریعہ اور رسالہ میں یہ عام اعلان کر دیا گیا ہے کہ جو صاحب کوئی رقم دفتر محاسب میں بھیجیں اور انہیں باضابطہ رسید محاسب کے دفتر سے محاسب کی دستخطی نہ پہونچے وہ اپنی رقم کے متعلق خط وکتابت کرکے دریافت کریں۔ اب بعض احباب نے پھر یہ تحریک مجلس ناظم کے سامنے پیش کی ہے کہ رسیدیں بطور ضمیمہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز چھپنی چاہئیں۔ اسپر مجلس ناظم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس امر کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے احمدی پبلک کی رائے اس معاملہ میں لیجاوے لہذا بذریعہ اخبارات تمام احمدی احباب اور بالخصوص احمدی انجمنوں کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اس سوال کے دونوں پہلوؤں پر غور کرکے اپنی اپنی رائے سے سکرٹری مجلس ناظم کو مطلع کریں چونکہ ایک ایک فرد کی رائے سے معاملہ طول پکڑ لے گا۔ اس لئے مناسب ہے کہ ہر ایک جگہ احمدی احباب اپنی اپنی انجمنوں میں اس معاملہ کو پیش کرکے انجمن کے فیصلہ سے اطلاع دیں اس طریق سے مجموعی رائے سب احمدی احباب کی مجلس ناظم کے سامنے آجاوے گی ان تمام راؤں پر غور کرکے مجلس ناظم اپنی رائے کے ساتھ اس معاملہ کو مجلس معتمدین میں پیش کرے گی۔ تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ماہ اگست کے اندر اندر اس معاملہ پر بحث کرکے آخری رائے سے مجلس ناظم کو اطلاع دیں۔ چونکہ یہ معاملہ جلدی پیش ہونا چاہیئے۔ اس لئے صرف اختتام اگست تک ایسی راؤں کا انتظار کیا جاوے گا۔

وجوہات رسیدوں کے چھپوائی کی ضرورت کے حسب ذیل دیئے گئے ہیں

(۱) اس سے تحریص چندہ دہندگان وغیرہم میں زیادہ چندہ [illegible] یا از سر نو چندہ شروع کرنے کی پیدا ہوتی ہے۔

(۲) چندہ دہندگان باقاعدہ ماہوار چندہ بھجوانے [illegible] کوشش کرتے ہیں

(۳) مخالفوں یا منافقوں کی بہت سی بدظنیاں اس سے [illegible] جاتی ہیں

(۴) اس سے ہر قسم کی رسید [illegible] رقم پہنچی ہے جو کم [illegible] سکتی ہے اور ایسی چھوٹی چھوٹی رقومات کی رسید [illegible] کر دی [illegible] کیونکہ غلطیاں عموماً ایسی رقومات میں ہی عمل میں آیا کرتی ہیں

(۵) چونکہ یہ انجمن پبلک اور رجسٹرڈ ہے اس واسطے بھی اسکی آمد شائع ہونی

ضروری ہے + ان کے بالمقابل حسب ذیل وجوہات ہیں

(۱) کل آمد کی چھپوائی پر ایک کثیر رقم صرف ہوگی جو اور کسی دینی ضرورت کے لئے خرچ ہوسکتی ہے چنانچہ گذشتہ آمد کے چھپوانیکا جب اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس پر کچھ پیسے روپے ماہوار یعنی نو سو روپیہ سالانہ خرچ ہوگا۔ اور جوں جوں آمد بڑھیگی یہ چھپوائی کا خرچ بھی بڑھتا چلا جاویگا۔ یہ خرچ صرف اس صورت میں ہے کہ آمد بطور ضمیمہ ریویو فقط بھیجکر تقسیم کرائی جاوے۔

(۲) ایسی رقم کے دیکھنے کے لئے ہر ایک شخص کو قریباً سولہ صفحے باریک لکھے ہوئے پڑھنے پڑیں گے جو محض تضیع اوقات ہے۔

(۳) ریویو ... کا ضمیمہ کرنے سے چھپی ہوئی فہرست اصل فریسندگان رقوم کو نہ پہنچیگی بلکہ ... وں کو جو رسالہ خریدتے ہیں۔

(۴) باضابطہ رسید ... خرچ آٹھ دس روپیہ ماہوار سے زائد نہیں اور اس سے فریسندہ کو جلدی اطمینان بھی ہو جاتا ہے مطبوعہ رسیدوں کے لئے بعض احباب کو ڈیڑھ ماہ کے قریب انتظار کرنا پڑا کریگا۔ اور اتنی دیر بعد تحقیقات میں بھی مشکلات پیدا ہونگی پس اگر رسیدیں چھپوائی بھی جاویں تو بھی باضابطہ رسید فریسندہ کو دینے کے سوائے کام نہیں چل سکتا۔ (۵) اگر بطور ضمیمہ رسیدیں نہ چھپوائی جاویں بلکہ الگ رسالہ کی صورت میں چھاپ کر بھیجی جاویں تو خرچ اور بھی بڑھ جائیگا۔

(۶) اکثر چندہ دینے والے اس قسم کی تحریص کے محتاج نہیں کہ ان کے نام چھپوائے جاویں بلکہ چندوں کی زیادتی اور قسم کی تحریکات سے ہوتی ہے۔

(۷) بدظنی کے دور کرنے کے لئے سب سے عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ قوم کی باضابطہ رسیدیں دی جاویں اور جس فریسندہ رقم کو رسید نہ پہنچے وہ اپنی رقم کے متعلق تحقیقات کرے اور کسی تنازعہ کی صورت میں یہی رسید کافی شہادت ہوگی۔

(۸) مخالفوں اور منافقوں کی بدظنیاں باوجود طبع آمد کے دور نہیں ہوسکتیں۔ ... دور کرنے کیلئے ایک مجمل نقشہ ہر مد کی آمد اور خرچ ماہوار کا طبع ہونا کافی ہے۔ ... صاحب امین اور ناظر اور محاسب صدر انجمن احمدیہ کے دستخط تصدیقی ہوں۔

(۹) پبلک یا رجسٹرڈ انجمنوں کے لئے اپنی آمد شائع کرانا ضروری نہیں ہے۔ زیادتی خرچ کے خلاف یہ دلیل دی گئی ہے کہ جسقدر خرچ ہوگا اس کے بالمقابل رسیدوں کے شائع ہونے سے آمد بڑھ جاویگی۔ دوسری طرف سے یہ دلیل اس کے خلاف دیکھی ہے کہ محض طبع آمد سے آمد میں ترقی ہو جانا ایک موہوم امید ہے مگر خرچ کثیر مستقل ماہوار پڑتا رہیگا۔

جملہ ... انجمنیں اس معاملہ پر غور کرکے جلد تر اپنی اپنی راؤں سے مطلع فرماویں۔ والسلام

خاکسار محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ۶ راگست ۱۹۰۸ء

خدا کی تازہ وحی

... رَبِّ اجْعَلْنِي غَالِبًا عَلَىٰ غَيْرِي

ترجمہ۔ اے میرے رب مجھے میرے غیر پر غالب کر

... اٰتِيكَ بَغْتَةً

ترجمہ۔ میں اپنی فوج ... تیرے پاس اچانک آؤں گا۔

۸ راگست ۱۹۰۸ء ۔ السلام ۔

اِنِّي مُبَشِّرٌ ۔

تعدد ازدواج کے مسئلہ پر ایک جاہلانہ حملہ

پایونیر مورخہ ۲۵ جولائی نے اپنے انڈین نیوز اینڈ نوٹس کے کالم میں سوتیا ڈاہ کے ایک ناگوار واقعہ کا ذکر کرکے تعدد ازدواج سے متعلق شریعت حقہ اسلامیہ پر ایک ناروا حملہ کیا ہے۔ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ضلع ٹیورا میں بابر علی نام ایک مسلمان کے دو بیویاں تھیں جنمیں سے چھوٹی اور بعد کی بیاہی ہوئی بیوی کو وہ زیادہ چاہتا تھا۔ اس کے اس غیر عادلانہ سلوک سے بڑی سوکن اندر ہی اندر چھوٹی سے اور دم کے ساتھ عداوت رکھتی تھی۔ آخر ایک دن جبکہ شوہر باہر گیا ہوا تھا اور وہ اپنے بڑی سوتی تھی یہ ایک چھرا یا تبر لے کر اسکی چھاتی پر جا چڑھی اور اس کا کام تمام کرنا چاہتی تھی کہ وہ جاگ اٹھی اور واویلا کرنے لگی۔ ہمسایے سنکر دوڑے آئے۔ یہ بھاگ نکلنا چاہتی تھی۔ لیکن گرفتار ہوکر پولیس کے حوالے کی گئی۔ ہمعصر پایونیر کے عنوان واقعہ سے ظاہر ہے کہ وہ اس کو تعدد ازدواج کی خرابیوں میں شمار کرتا ہے حالانکہ یہ صریحاً غلط ہے۔ کیونکہ اسلام ایسے تعدد ازدواج کو سرے سے جائز ہی نہیں رکھتا جسمیں سب بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک نہ برتا جاسکے۔ قرآن کریم میں جو مسلمانوں کا سب سے مقدم دستور العمل اور ہدایت نامہ ہے۔ صاف صاف ارشاد موجود ہے کہ اگر تم عدل نہ کرسکو تو پھر ایک ہی بیوی رکھو۔ اب اگر کوئی اسکی خلاف ورزی کرکے خطا ... اور فضیحت اٹھائے۔ تو اس میں احکام اسلام کا کیا قصور ہے؟ ایک شخص شراب پی کر بدمست ہو جاتا۔ اور جادۂ اعتدال سے گر کر سنتری کے ... سے کھاتا ہوا گو توالی تک بصد خرابی اور رسوائی پہنچتا ہے تو اسمیں اسکی اپنی ... گورنمنٹ کے اس قانون کی۔ جس نے شراب کی خرید و فروخت کو ... جائز رکھا ہے۔ کیونکہ بعض صورتوں میں اس کے دواءً استعمال کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ ... گورنمنٹ اور اس کے قانون کا اپنا کوئی مذہب نہیں ... اگر اپنے مذہب کا پاس ہے تو وہ خود اس ام الخبائث سے اجتناب کریں گے۔ اور جن ... مشرب میں اس کا پینا روا ہے وہ حد اعتدال کا خیال نہ رکھیں گے۔ تو آپ اس کا خمیازہ بھگتیں گے۔ سرکار نے مے نوشی کو کہاں ضروری ولازمی قرار نہیں دیا۔ اور نہ قانون میں کہیں اس کے حد اعتدال سے بڑھتے ہوئے استعمال اور جہالت بدمستی حرکات کم ظرفی کی تاکید آئی ہے۔ اس قانونی آزادی سے ناجائز فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو طبعاً خباثت کے دلدادہ ہیں پھر قانون کو بدنام کرنا ہم نہیں سمجھتے کہ کیونکر حق بجانب ہوسکتا ہے؟

دل آزار درسی کتاب بدل دیگئی

جس ناگوار اور دل آزار کتاب کے متعلق الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا اس کے متعلق ناظرین الحکم بڑی مسرت سے پڑھیں گے کہ آخر بمبئی گورنمنٹ نے مسلمانوں کی شکایت پر فوری توجہ کرکے نصاب تعلیم میں سے وہ گجراتی کتاب کہ جسمیں پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ادبی کے کلمات اور جھوٹی باتیں لکھی ہوئی تھیں نکلوا دی۔ اب یہ کتاب نئے سرے سے فوراً شائع کیجائیگی اور اسمیں سے جھوٹ اور دل آزار باتیں نکال دیجائینگی جن طلبا نے یہ قدیم کتاب لے رکھی ہے ان کو قدیم کتاب کے عوض نئی کتاب بغیر زائد دام دیئے ملجائیگی۔ گورنمنٹ بمبئی کی یہ کارروائی قابل شکر گزاری ہے ہندوستان میں تواریخ کی بعض کتابیں بھی ایسی ہی ہیں انکو پڑھنے سے ہندو اور مسلمانوں کے دلیں میں آپسمیں نفرت بڑھتی ہے اور یہ بات ملک کی بہتری کے لئے مفید نہیں ہے۔ تواریخ کی کتاب میں سے ایسی باتوں کا نکال ڈالنا بھی نہایت مناسب ہے اب وقت ہے کہ گورنمنٹ

مخالفت

اخبار الحکم مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۷ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کا ایک خط بجواب مولوی نورالدین صاحب چھپا ہے جسمیں انہوں نے اپنے الہام اور پیشگوئیاں بھی درج کی ہیں۔ اور قابل ایڈیٹر اخبار موصوف نے اس خط کے مضمون پر یہ اد عا ظاہر کیا ہے کہ دیکھیے مولویصاحبان مذہب اسلام ڈاکٹر صاحب کی نسبت کیا فتوے دیتے ہیں۔

مجھکو اس امر سے توکوئی بحث نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئیاں صحیح ہیں یا غلط یہ امر تو خود بخود ظاہر ہو جائے گا۔ میرے نزدیک دریافت طلب یہ امر ہے کہ مولویصاحبان اُن کی نسبت کیا فتوے دیں گے۔ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مولویصاحبان اُن کی نسبت کچھ نہیں کہیں گے۔ کیونکہ قدرت کا یہ مستمرہ قانون ہے کہ خدا کے ماموروں کے ساتھ اُس زمانہ کے آدمی مخالفت کیا کرتے ہیں اور یہی امر انکے کام کی ترقی کا باعث ہوتا ہے بلکہ جسقدر زیادہ مخالفت ہوگی اسی قدر ان کا طریق ریفارم زیادہ ترقی کرے گا۔ پہلے ہم اپنے پیارے نبی کے حالات کو پیش کرتے ہیں اُن کے مخالفوں نے کسدرجہ سخت مخالفت کی اور قتل تک منصوبہ کئے اور آپ اپنے مولا کے حکم سے جان بچاکر بھاگ گئے اور تین دن تک غار ثور میں چھپے رہے پھر مدینہ کو تشریف لے گئے۔ پھر ان کے شایع کردہ دین نے ان کی ہی آنکھوں کے سامنے کہاں تک ترقی کی۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ وقت کہ جب آنحضرت ایک فاتح کے شان سے حرم بیت اللہ میں بیٹھے ہیں اور رو سار قریش مجرموں کی طرح دست بستہ حضور کے سامنے کھڑے ہیں کس امر کا نتیجہ تھا؟ سو اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ تین دن تک غار ثور میں چھپے رہنے کا۔

غرض یہ مخالفت ہی ترقی اشاعت سچے مذہب کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اس میں قدرت کی یہ حکمت ہے کہ اس مخالفت میں مامورمن اللہ کا امتحان مطلوب ہے۔ اس کے سچے جوش کی آزمایش ہے۔ اور یہی اوس کی سچائی کی بڑی بھاری دلیل ہے اگر اسمیں سچائی اور راستی کی روح نہیں بولتی تو اوس نے اتنی تکلیفات اور تعصبیات مخالفت کس لئے گوارا کر رکھی ہیں۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا بھی بڑا بھاری ثبوت ہے کہ ان کی سخت سے سخت مخالفت ہوئی اور ہورہی ہے۔ اور آپ اوسی دہن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور وہی مخالفت اُن کی ترقی ریفارم کا ذریعہ بن رہی ہے۔ اور یہ الہام۔ یاتیك من كل فج عمیق۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے سچا ہوتا دیکھ لیا۔ سعید الفطرت آدمی کے لئے راستی کا ایک نکتہ کافی ہے العاقل تكفيه الاشارة۔ اور بدطینت اور شقی القلب آدمیوں نے آنحضرت کی ساری پیشگوئیوں کو اپنے سامنے پوری ہوتے دیکھا۔ مگر ایمان نہیں لائے۔

دنیا میں ہمیشہ سے سچائی کی مخالفت کی جاتی ہے کیونکہ راستی عام سانی خیالات کے برخلاف ہوتی ہے اس لئے اسکی مخالفت ضرور ہوتی ہے۔ اور راستی چونکہ راستی ہے اور انسانی اُن طبیعتوں پر ضرور اثر کرتی ہے جن میں راستی کی طلب قدرت نے ودیعت کی ہے اس لئے وہ راستی کا حامی اور پیرو کار شخص ضرور کامیاب ہوتا ہے۔

اور یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ دو شخص مسیح موعود ہونے کا دعوٰی کریں اور دونوں سچے ہوں؟ سچا وہی ہے جس کی صداقت کا ثبوت خدا کے مقرر قانون سے مل چکا۔ اور جو شخص جناب خاتم المرسلین کی پیروی کے سارے منازل (مخالفت عام۔ اور تکلیف دہی اور دشنام دہی سے یاد کرنا) اور اُن کا اوسی اصلاح مذہب میں لگے رہنا جن کے لئے وہ مامور ہوئے ہیں وہی شخص محمد رسول اللہ کا سچا خادم کہلانے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ نہ کہ ہر ایک شخص جو منہ سے کہدے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے ؎

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند
سوز دل پروانہ مگس را ندہند

جو مخالفت مرزا صاحب کی ہوئی وہ ڈاکٹر صاحب کی نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کا دعوے سچا نہیں ہے۔ اور ان کا دعوٰی اس لئے سچا نہیں کہ پہلے دعویدار کا دعوے تصدیق ہو چکا۔ کیا ہر ایک مدعی مسیحیت سچا ہو سکتا ہے اور اس کے دعوے کے بطلان کی یہی دلیل کافی ہے کہ اسکی مخالفت نہیں ہوتی۔ بلکہ اسکی تائید کی جاتی ہے۔

محمد رسول اللہ پر تو فوجیں لے کر چڑھائی کرتے ہیں۔ اور مسیلمہ کی مدد کو لاکھوں آدمی خود بخود جمع ہو جاتے۔ میری بھی رائے میں ڈاکٹر صاحب کا یہ دعوے (مسیح موعود) حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی غرض سے ہے جیساکہ مسیلمہ کا دعوٰی جناب خاتم المرسلین کی مخالفت کے لئے تھا اور امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھی بمقابلہ حضرت مرزا صاحب کے وہی کامیابی حاصل کریں گے جو مسیلمہ کو ہوئی۔ اور ضرور ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ نیچرل لا یہی ہے۔

غلام احمد خاں کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور

کوئی سعادتمند حصہ لے گا

میاں محمد حسن ایک مخلص اور دیندار احمدی ارائیں زمیندار ہے اور مہاجر قادیاں ہے وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیاں کی اقامت کا جوش اور شوق اسے قادیاں لے آیا ہے جہاں کی اس نے مستقل رہایش اختیار کرلی ہے اور دفتر میگزین قادیاں میں ہیڈ دفتری ہے اسکی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس میں سے ایک بچہ ہے جو دینیات کی تعلیم پاتا ہے۔ محمد حسن حضرت اقدس کے ارشاد اور ہدایت کے بموجب نکاح کرنا چاہتا ہے اور حضرت ہی کے ارشاد اور تحریک سے اعلان کیا جاتا ہے۔ جو بھائی میاں محمد حسن سے رشتہ کرنا چاہتے ہوں وہ اطلاع دیں یہ تعلق انشاء اللہ حضرت کی رضا کا موجب ہوگا۔ خط وکتابت معرفت ایڈیٹر الحکم قادیان ہو۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

آجکل کا فقر اور فقراء

۲۵ر جولائی ۱۹۰۷ء - فرمایا - میں تعجب کرتا ہوں کہ آجکل بہت لوگ فقیر بنتے ہیں - مگر سوائے نفس پرستی کے اور کوئی غرض اپنے اندر نہیں رکھتے - اصل دین سے بالکل الگ ہیں - جس دنیا کے پیچھے عوام لگے ہوئے ہیں اسی دنیا کے پیچھے وہ بھی خراب ہو رہے ہیں - توجہ اور دم کشی اور منتر جنتر اور دیگر ایسے امور کو اپنی عبادت میں شامل کرتے ہیں - جن کا عبادت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ صرف ہتیار پرستی کی باتیں ہیں اور ایک ہندو کافر اور ایک مشرک عیسائی بھی ان ریاضتوں اور انکی مشق میں شامل ہو سکتا بلکہ ان سے بڑھ سکتا ہے اصلی فقیر تو وہ ہے جو دنیا کے اغراض فاسدہ سے بالکل الگ ہو جائے اور اپنے واسطے ایک تلخ زندگی قبول کرے - تب اس کو حالت عرفان حاصل ہوتی ہے اور وہ ایک قوت ایمانی کو پاتا ہے آج کل کے پیرزادے اور سجادہ نشین نماز جو اعلےٰ عبادت ہے - اسکی یا تو پروا ہی نہیں کرتے یا ایسی طرح جلدی جلدی ادا کرتے ہیں جیسے کہ کوئی بیگار کاٹنی ہوتی ہے - اور اپنے اوقات کو خود تراشیدہ عبادتوں میں لگاتے ہیں جو خدا اور رسول نے نہیں فرمائیں - ایک ذکر ارّہ بنایا ہوا ہے جس سے انسان کے پھیپھڑے کو سخت نقصان پہونچتا ہے - بعض آدمی ایسی مشقتوں سے دیوانے ہو جاتے ہیں اور بعض مر بھی جاتے ہیں جو دیوانے ہو جاتے ہیں اُن کو جاہل لوگ ولی سمجھنے لگ جاتے ہیں - خداتعالیٰ نے اپنی رضامندی کی جو راہیں خود ہی مقرر فرما دی ہیں وہ کچھ کم نہیں - خداتعالیٰ ان باتوں سے راضی ہوتا ہے - کہ انسان عفت اور پرہیزگاری اختیار کرے - صدق و صفا کے ساتھ اپنے خدا کی طرف جھکے - دنیوی کدورتوں سے الگ ہو کر تبتل الی اللہ اختیار کرے - خداتعالیٰ کو سب چیزوں پر اختیار رکھے - خشوع کے ساتھ نماز ادا کرے - نماز انسان کو منزہ بنا دیتی ہے - نماز کے علاوہ اُٹھتے بیٹھتے اپنا دہیان خدا کی طرف رکھے یہی اصل مدعا ہے جس کو قرآن شریف میں خداتعالیٰ نے اپنے بندوں کی تعریف میں فرمایا ہے کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے خداتعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی قدرتوں میں فکر کرتے ہیں - ذکر اور فکر ہر دو عبادت میں شامل ہیں - فکر کے ساتھ شکر گزاری کا مادہ بڑھتا ہے - انسان سوچے اور غور کرے کہ زمین اور آسمان ہوا اور بادل - سورج اور چاند - ستارے اور سیارے سب انسان کے فائدے کے واسطے خداتعالیٰ نے بنائے ہیں - فکر معرفت کو بڑھاتا ہے - غرض ہر وقت خدا کی یاد میں اس کے نیک بندے مصروف رہتے ہیں اسی پر کسی نے کہا ہے - کہ جو دم غافل سو دم کافر - آجکل کے لوگوں میں صبر نہیں - جو اس طرف جھکتے ہیں وہ بھی ایسے مستعجل ہوتے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر ایک دم میں سب کچھ بنا دیا جائے - اور قرآن شریف کی طرف دہیان نہیں کرتے - کہ اس میں لکھا ہے - کہ کوشش اور محنت کرنیوالوں کو ہدایت کا راستہ ملتا ہے خداتعالیٰ کے ساتھ تمام تعلق مجاہدہ پر موقوف ہے جب انسان پوری توجہ کے ساتھ دعا میں مصروف ہوتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور وہ آستانہ الٰہی پر آگے سے آگے چلا جاتا ہے - تب وہ فرشتوں کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے - ہمارے فقراء نے بہت سی بدعتیں اپنے اندر داخل کر لی ہیں - بعض نے ہندوؤں کے منتر بھی یاد کئے ہوئے ہیں - اور ان کو بھی مقدس خیال کیا جاتا ہے - ہمارے بھائی صاحب کو ورزش کا شوق تھا - ان کے پاس ایک پہلوان آیا تھا - جاتے ہوئے اس نے ہمارے بھائی صاحب کو الگ لیجا کر کہا کہ میں ایک عجیب تحفہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو بہت ہی قیمتی ہے - یہ کہکر اس نے ایک منتر پڑھکر ان کو سنایا اور کہا کہ یہ منتر ایسا پر تاثیر ہے - کہ اگر ایک دفعہ صبح کے وقت اس کو پڑھ لیا جاوے تو پھر سارا دن نہ نماز کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ وضو کی ضرورت - ایسے لوگ خداتعالیٰ کے کلام کی ہتک کرتے ہیں - وہ کلام پاک جس میں ھدًی للمتقین کا وعدہ دیا گیا ہے خود اسی کو چھوڑ کر دوسری طرف بھٹکتے پھرتے ہیں - انسان کے ایمان میں ترقی تب ہی ہو سکتی ہے - کہ وہ خداتعالیٰ کے فرمودہ پر چلے اور خدا پر اپنے توکل کو قایم کرے -

ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو دیکھا کہ وہ کھجوریں جمع کرتا تھا - آپ نے فرمایا - کہ کس لئے ایسا کرتا ہے - اس نے کہا کہ کل کے لئے جمع کرتا ہوں - آپ نے فرمایا کہ کیا تو کل کے خدا پر ایمان نہیں رکھتا لیکن یہ بات بلال کو فرمائی اور ہر ایک کو وعظ اور نصیحت انکی برداشت کے مطابق کیا جاتا ہے -

نصیحت

ایک شخص نے عرض کی - کہ میں پہلے فقراء کے پاس پھرتا رہا اور کئی طرح کی مشکل ریاضتیں انہوں نے مجھ سے کرائیں - اب میں نے آپ کی بیعت کی ہے - تو مجھے کیا کرنا چاہئے - فرمایا نئے سرے سے قرآن شریف کو پڑھو - اور اس کے معانی پر خوب غور کرو - نماز کو دل لگا کر پڑھو - اور احکام شریعت پر عمل کرو - انسان کا کام یہی ہے آگے پھر خدا کے کام شروع ہو جاتے ہیں جو شخص عاجزی سے خداتعالیٰ کی رضا کو طلب کرتا ہے خدا اس پر راضی ہوتا ہے -

اختلاف فقہاء

فرمایا آجکل کے علماء کے درمیان باہم مسائل کے معاملہ میں اسقدر اختلاف ہے - کہ ہر ایک مسئلہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے - کہ اس میں اختلاف ہے - جیسا کہ لاہور میں ایک طبیب غلام دستگیر نام تھا وہ کہا کرتا تھا - کہ مریضوں اور اُن کے لواحقین کی اس ملک میں رسم ہے - کہ وہ طبیب سے پوچھا کرتے ہیں - کہ دوا گرم ہے یا سرد - تو میں نے اس کے جواب میں ایک بات رکھی ہوئی ہے - میں کہد یا کرتا ہوں کہ اختلاف ہے - اول تو اس اختلاف کے کئی فرقے ہیں - پھر مثلاً ایک فرقہ حنفیوں کا ہے انمیں سے آپس میں اختلاف ہے - پھر خود امام ابو حنیفہ کے اقوال میں اختلاف ہے -

آجکل کے پیروں کے مرید

فرمایا آجکل کے پیر اکثر فاحشہ عورتوں کو مرید بناتے ہیں - بعض ہندوؤں کے پیر ہوتے ہیں - ایسے لوگ اپنی بدکاریوں پر اور اپنے کفر پر برابر قایم رہتے ہیں صرف پیر کو چندہ دیکر وہ مرید بن سکتے ہیں اعمال خواہ کیسے ہی ہوں - اسمیں کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا اگر ایسا کرنا جائز ہوتا - تو آنحضرت ابو جہل کو بھی مرید بنا سکتے تھے - وہ اپنے بتوں کی پرستش بھی کرتا رہتا اور اس قدر لڑائی جھگڑے کی ضرورت نہ پڑتی - مگر یہ باتیں بالکل گناہ ہیں -

آخری مرحلہ

۲۱ر جولائی ۱۹۰۷ء۔ ڈاکٹر عبدالحکیم نے حضرت کے متعلق جو الہام شائع کیا ہے اس کا ذکر تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ آخری مرحلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اب آخری فیصلہ کی تقریب پیدا کر دی ہے براہین احمدیہ کے آخر میں وحی الٰہی درج ہے۔ انّا فتحنا لك فتحًا مبينًا وہ یہی فتح ہے۔ اسپر اللہ تعالیٰ ایسے امور ظاہر کریگا۔ کہ لوگ سمجھ لیں گے۔ کہ اب آخری فیصلہ ہے۔

ایک دوست نے عرض کی کہ حضور کا ایک پرانا الہام ہے۔

لا تنقطع الاعداء الا بموت احدٍ منهم

ترجمہ۔ دشمن نہیں منقطع ہوں گے مگر انہیں سے ایک کی موت کے ساتھ۔ فرمایا۔ ہاں یہ پرانا الہام ہے۔ ہمیں اس وقت یاد نہیں کہ یہ الہام کہیں چھپ چکا ہے یا نہیں۔ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے تھے مگر جھوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ سچا پہلے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس کی ریس کر کے جھوٹے بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمارے دعوے سے پہلے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی نے اس طرح خدا تعالیٰ سے الہام پاکر مسیح ہونے کا دعوٰی کیا ہو۔ مگر ہمارے دعوے کے بعد چراغدین اور عبدالحکیم اور کئی ایک دوسرے پیدا ہو گئے ہیں۔

جلد باز نکتہ چین

حضرت کی خدمت میں ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ میں کسی جگہ گیا تھا اور میں نے آپکی جماعت کے بعض لوگوں کو نماز کی بروقت پابندی میں، اور باہمی اخوت کے شرائط کے پورا کرنے میں قاصر پایا۔ فرمایا۔ اصلاح ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ بعض مستعجل لوگ ہیں جو نکتہ چینی پر جلدی کرتے ہیں۔ اخلاص اور ثبات قدم خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں جنہوں نے داخلہ کے فضل کی توفیق پائی اور اثبات قدم اور اخلاص کی توفیق کے حاصل کرنے کے واسطے ہنوز وہ منتظر ہیں۔ ہر ایک شخص کو چاہئے۔ کہ وہ اپنی حالت کو دیکھے۔ کیا وہ جسدن اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ اوسدن اس کی حالت وہ تھی۔ جو آج اسکی ہے۔ ہر ایک آدمی رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے۔ اور کمزوریاں آہستہ آہستہ دور ہو جاتی ہیں۔ گھبرانا نہیں چاہئے اور اصلاح کے واسطے کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے بھائی کو حقارت سے نہ دیکھو بلکہ اس کے واسطے دعا کرو۔ اس کے ساتھ لڑائی نہ کرو۔ بلکہ اسکی اصلاح کی فکر کرو۔

موت کو یاد رکھو

ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے نماز میں لذت نہیں آتی۔ فرمایا کہ موت کو یاد رکھو۔ یہی سب سے عمدہ نسخہ ہے۔ دنیا میں انسان جو گناہ کرتا ہے۔ اسکی اصل جڑ یہی ہے۔ کہ اس نے موت کو بھلا دیا ہے۔ جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی باتوں میں بہت تسلی نہیں پاتا۔ لیکن جو شخص موت کو بھلا دیتا ہے۔ اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اس کے اندر طول امل پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ لمبی لمبی امیدوں کے منصوبے اپنے دل میں باندھتا ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ جب کشتی میں کوئی بیٹھا ہوا اور کشتی غرق ہونے لگے تو اس وقت دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔ کیا ایسے وقت میں انسان گناہ گاری کے خیالات دل میں لا سکتا ہے۔ ایسا ہی زلزلہ اور طاعون کے وقت میں چونکہ موت سامنے آجاتی ہے اس واسطے گناہ نہیں کر سکتا اور نہ بدی کیطرف اپنے خیالات کو دوڑا سکتا ہے۔ پس اپنی موت کو یاد رکھو۔

سلام

ایک دوست نے عرض کی کہ مخالفین نے ہم کو سلام کہنا چھوڑ دیا۔ فرمایا تم نے ان کے سلام میں سے کیا حاصل کر لینا ہے۔ سلام وہ ہے جس نے حضرت ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا جسکو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو۔ بندے اسپر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے قرآن شریف میں آیا ہے۔ سلامٌ قولًا من ربٍّ رحيم۔ ایک دفعہ ہم کو کثرت پیشاب کے باعث بہت تکلیف تھی ہم نے دعا کی الہام ہوا السلام علیکم۔ اسی وقت تمام بیماری جاتی رہی سلام وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو باقی سب رسمی سلام ہیں۔

چکڑالوی لوگ غور کریں

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں ایک فقہی مسئلہ پیش کر کے درخواست کی کہ اس کا جواب صرف قرآن شریف سے دیا جاوے۔ حضرت نے فرمایا کہ ستفتی کے واسطے مناسب ہے کہ اس قسم کا خیال دل میں نہ لاوے کہ حدیث کوئی چیز نہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو عمل تھا۔ وہ گویا قرآن کے مطابق نہ تھا۔ آجکل کے زمانہ میں مرتد ہونے کے قریب جو خیالات پھیلے ہوئے ہیں ان میں سے ایک خیال حدیث شریف کی تحقیر کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کاروبار قرآن شریف کے ماتحت تھے۔ اگر قرآن شریف کے واسطے رسول کی ضرورت نہ ہوتی تو قرآن رسول پر کیوں اترتا۔ یہ لوگ بہت بے ادب ہیں۔ کہ ہر ایک [illegible] اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہے۔ کہ قرآن شریف اسی پر نازل ہوا ہے۔ یہ بڑی گستاخی ہے۔ کہ ایک چکڑالوی مولوی جو معنے قرآن کے کرے۔ اس کو مانا جاتا ہے۔ اور قبول کیا جاتا ہے۔ اور خدا کے رسول پر جو معنے نازل ہوئے۔ ان کو نہیں دیکھا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے جو انسانوں کو اس امر کا محتاج پیدا کیا ہے کہ ان کے درمیان کوئی رسول مامور مجدد ہو۔ مگر نہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کا ہر ایک رسول ہے اور اپنے آپ کو غنی اور غیر محتاج قرار دیتے ہیں۔ یہ سخت گناہ ہے۔ ایک بچہ محتاج ہے کہ وہ اپنے والدین وغیرہ سے تکلم سیکھے اور بولنے لگے۔ پھر استاد کے پاس بیٹھ کر سبق پڑھے۔ جائے استاد خالی است۔ چکڑالوی لوگ دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ کیا قرآن محتاج ہے۔ اے نادانو! کیا تم بھی محتاج نہیں اور خدا کی ذات کی طرح بے احتیاج ہو۔ قرآن تمہارا محتاج نہیں۔ یہ تم محتاج ہو کہ قرآن کو پڑھو سمجھو اور [illegible] جبکہ دنیا کے [illegible] کے واسطے تم استاد پکڑتے ہو۔ تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی ضرورت کیوں نہیں۔ کیا بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی قرآن پڑھنے لگ گیا بہرحال معلم کی ضرورت ہے۔ جب مسجد کا مُلاں ہمارا معلم ہو سکتا ہے تو کیا وہ نہیں ہو سکتا جسپر خود قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ دیکھو قانون سرکار [illegible] اس کے سمجھنے اور سمجھانے کے واسطے بھی آدمی [illegible] حالانکہ اس میں کوئی ایسے معارف اور حقائق نہیں۔ جیسے کہ خدا کی [illegible] کتاب میں ہیں۔ یاد رکھو کہ سارے انوار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہیں۔ جو لوگ آنحضرت کا اتباع نہیں کرتے۔ ان کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بجز نور اتباع خدا کو بھی پہچاننا مشکل ہے۔ [illegible] اسی واسطے ہے کہ اس کو نور اتباع حاصل نہیں۔

آنحضرت صلعم ۲۳ سال دنیا میں رہے یقینی کو غرض ہونا چاہئے کہ وہ اسباب کو محبت کی نگاہ سے دیکھے کہ آنحضرت صلعم کا طرز عمل کیا تھا۔

عملی نمونہ دکھاؤ

ہم بعض اعرابیوں کا قصہ حدیث میں پڑھ کر تعجب کیا کرتے تھے اب بعض اوقات مدینۃ المسیح میں یہ نظارہ ان آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے آج ۱۷ر جولائی قبل از خطبۂ جمعہ باہر سے آئے ہوئے ایک شخص (جسے اعرابی ہی کہنا چاہئے) عرض کیا کہ حضور میری بیوی کسی صورت میں مسلمان نہیں ہوتی۔ کیا کروں میں تو اسے بہتیرا سمجھا چکا ہوں۔

فرمایا دیکھو زبانی وا عظوں سے اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا اپنی حالت درست کر کے اپنے تئیں نمونہ بنانے سے تم اپنی حالت کو ٹھیک کرو اور ایسے ہو کہ لوگ بے اختیار بول اٹھیں اب تم وہ نہیں رہے۔ جب یہ حالت ہوگی تو تمہاری بیوی کیا کئی لوگ تمہارا مذہب قبول کر لیں گے۔ حدیث میں آیا ہے۔ خیرکم خیرکم لاہلہ۔

پس جب بیوی سے تمہارا اچھا سلوک ہوگا۔ تو وہ خود بخود محبوب ہو کر تمہاری مخالفت چھوڑ دے گی اور دل سے جان لیگی کہ یہ مذہب بہت ہی اچھا ہے۔ جس میں ایسے نرم و عمدہ سلوک کی ہدایت ہوتی ہے پھر وہ خواہ مخواہ متابعت کرے گی احسان تو ایسی چیز ہے کہ اس سے ایک کتا بھی نادم ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک انسان۔

اس نے عرض کی۔ کہ حضور وہ تو کبھی نہیں ماننے کی۔

فرمایا۔ دیکھو مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ جب کسی دل میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہے تو کسی چھوٹی سی بات سے کر دیتا ہے۔ دعا کرنی چاہئے کہ دل سے نکلی ہوئی دعا ضائع نہیں جاتی اور لطیف پیرائے میں نصیحت بھی کرتے رہیں مگر سختی نہ کریں۔ اسے سمجھائیں۔ کہ ہمارا وہی اسلام دین ہے یہ کوئی نیا مذہب نہیں وہی نماز وہی روزہ وہی حج وہی زکوٰۃ۔ صرف فرق اتنا ہے۔ کہ یہ باتیں جو صرف جسم بے روح رہ گئی ہیں ہم انہیں اخلاص کی خاص روح پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ان کے اثر جو مرتب نہیں ہوتے ہم چاہتے ہیں کہ ایسے طور سے ادا کئے جاویں۔ کہ انہیں اثر پیدا ہوں۔ عقیدہ میں یہ بات ہے کہ حضرت عیسٰے کو ہم اور نبیوں کی طرح فوت شدہ مانتے ہیں اور ایک مسلمان کی محبت جو اسے اپنے متبوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے وہ اس بات کی متقاضی ہے کہ جب آپ فوت ہو گئے۔ تو ان کے بعد کسی کو زندہ نہ سمجھیں۔ صحابہ کرام مستغرق درد و الم میں تھے۔ جب ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سنا تو سب کو ٹھنڈ پڑ گئی۔ گویا در کھو ان وعظوں سے کچھ نہیں بنتا۔ جبتک ساتھ دعا اور اپنا عملی نمونہ نہ ہو۔ یہ جو کس قدر مولوی سر کھپاتے ہیں مگر خاک بھی اثر نہیں ہوتا کیوں؟ اسلئے کہ جو کچھ کہتے ہیں۔ انکا خود اس پر عمل نہیں۔ جتنے پیغمبر دنیا میں آئے انہیں سے کسی نے بھی وعظ سے اتنا سر نہیں مارا۔ جتنا دعا و عملی نمونہ کام دیتا ہے۔ سو اس سے میسر لانے کی کوشش کرو۔

(الکمال آف گولیکی)

ایک خط اور اس کا جواب

(۱) سوال۔ سونا اور ریشم کی حرمت کی دلیل قرآن کریم سے تحریر فرماویں

(۲) سوال۔ طاعون زدہ مقاموں سے ہجرت کی دلیل کونسی ہے اور متفق علیہ حدیث جو معروف ہے اس کا کیا جواب۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علٰے رسولہ الکریم۔ اما بعد احادیث صحیحہ میں پارچہ ریشمی حریر وغیرہ کا پہننا مردوں کو ممنوع ہے اور سنت نبوی بیان کرنیوالی ہے قرآن مجید کی ہے۔ پس اگر قرآن مجید میں ہم کو کوئی مسئلہ بہ تصریح نہ ملے تو سنت صحیحہ سے معلوم کرنا چاہئے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم ما اتٰکم الرسول فخذوہ اٰتٰکم وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ حرمت پارچہ حریر ریشم کی احادیث یہ ہیں۔ انما یلبس الحریر فی الدنیا من لاخلاق لہ فی الاخرۃ۔ یعنے ریشم حریر کے کپڑے وہ شخص پہنتا ہے جس کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ رواہ مسلم۔

اس حدیث سے بھی مردوں کے لئے حرام ہونا پارچہ ریشمی کے پہننے کا ثابت ہوتا ہے۔ دوسری حدیث مسلم میں ہے لا تلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی الدنیا لم یلبسہ فی الاخرۃ۔ یعنی مت پہنو تم کپڑے ریشمی حریر کے۔ کیونکہ جو شخص دنیا میں اس کو پہنے گا۔ تو آخرت میں اسکو نہ پہن سکیگا۔

طاعون کی نسبت حضرت عمرؓ کا فیصلہ ہمارے لئے کافی ہے جو صحیح مسلم میں بھی مذکور ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ملک شام میں گئے۔ یہانتک کہ مقام سرغ میں پہنچے تو آپ کے پاس امراء فلسطین۔ اردن۔ دمشق۔ حمص اور قنسرین کے آ حاضر ہوئے انہوں نے آپ سے کہا کہ ممالک شام میں وبار طاعون کی پڑی ہوئی ہے تو حضرت عمرؓ نے مہاجرین اولین کو طلب فرمایا اور مشورہ کیا تو انہوں نے باہم اختلاف کیا بعض نے کہا کہ آپ نے جس کام کے لئے خروج کیا ہے اس امر سے لوٹ جانا نہیں چاہئے بعض نے کہا کہ آپ کے ہمراہ کچھ اصحاب رسول صلعم کا بقیہ ہے ہماری رائے میں نہیں آتا کہ انکو آپ وبائے طاعون کی محل میں لیجاویں۔ پھر حضرت عمرؓ نے جماعت انصار کو طلب فرمایا اور انسے مشورہ طلب کیا تو انصار نے بھی ویسا ہی اختلاف کیا جیسا کہ مہاجرین اولین نے کیا تھا تب بڈھوں قریش کو جو تجربہ کار تھے بلایا۔ جو قبل فتح مکہ کے اسلام میں داخل ہوئے تھے ان شیوخ قریش نے اختلاف نہیں کیا بلکہ سب نے بالاتفاق کہا کہ آپ محل طاعون میں نہ جاویں اور یہاں سے لوٹ جاویں پھر حضرت عمرؓ نے منادی کرائی کہ صبح کو فلان ٹیلے یعنے اونچے مقام کیطرف کوچ کرینگے اور وہیں ٹھہرینگے پس صبح کو آپ نے کوچ کیا اور اسی اونچے مقام پر جا ٹھہرے تو حضرت ابو عبیدہؓ نے آپ پر اعتراض کیا کہ اے عمرؓ! کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے تم بھاگتے ہو تو آپ نے حضرت عبیدہ سے فرمایا کہ اگر اے عبیدہ تیرے سوائے کوئی اور یہ اعتراض کرتا تو اسکو میں ٹھیک کر دیتا (حالانکہ حضرت عمر حضرت ابو عبیدہ کا خلاف کرنا بہت ناپسند رکھتے تھے) اور پھر آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم تقدیر اللہ سے فرار کرتے ہیں مگر تقدیر اللہ ہی کیطرف رجوع کرتے ہیں یعنی یہ ہمارا پرہیز بھی تقدیر اللہ سے باہر نہیں ہے اور ایک دلیل عقلی بھی بیان فرمائی کہ اگر ایک وادی کی ایکطرف تو سبزہ زار ہو اور دوسری طرف خشک ہو تو اگر اپنے اونٹوں کو تو سبزہ زار میں چراوے تو یہ بھی تقدیر اللہ میں داخل ہے اور خشک طرف میں اونٹوں کا چرانا بھی تقدیر اللہ میں داخل ہے یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے سمجھ و عقل بھی دیکھی ہے۔ اسلئے بالضرور تو اپنے اونٹوں کو سبزہ زار میں چراویگا مگر اس سے یہ نہیں ثابت ہے کہ تقدیر اللہ کو ہم رد کرتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اسباب ہلاکت سے پرہیز کریں۔ کما قال اللہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ محررہ ۲۷ر جولائی ۱۹۰۶ء محمد احسن۔ مکرر آنکہ وہ حدیث متفق علیہ جو منافی اس فیصلہ کی ہو بیان کیجاوے دو ر احادیث صحیحہ تو یہ مشہور ہیں۔ کہ فر من المجذوم کما تفر من الاسد یعنی بھاگ تو مجذوم سے جیسا کہ بھاگتا ہے تو شیر سے۔ اور لا عدوی ولا طیرۃ وغیرہ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اہل تحقق وفاسد مشرکین کو رد فرمایا ہے کہ مشرکین ان امور کو موثر حقیقی جانتے تھے

(ختم)

تبصرہ

(ریویو)

۱۲ جولائی ۱۹۰۸ء کو جناب اوستادنا بابو عمر دراز خاں صاحب کلرک دفتر بارگ ماسٹری ڈیرہ اسمٰعیل خاں حال وارد لاہور چھاونی کی معرفت مجھکو ایک چھوٹا سا رسالہ بنام "یجرویدکے اول منتر کا ترجمہ اور تفسیر" بغرض ریویو او آدبیتی ان کے دیکھنے کو ملا جو جناب شیخ عبدالعزیز صاحب (جگدیا پرشاد) نامی نومسلم نوجوان کا تصنیف کیا ہوا ہے۔ میں نے اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑہا اور پڑہنے سے اس نتیجہ پر پہونچا کہ واقعی اگر اس طرز پر وید کا ترجمہ اردو میں شایع ہو جاوے تو بہت ہی مفید ہوگا یعنے وہ اصحاب اس سے بہت سا فائدہ حاصل کرسکیں گے جنکو آریوں اور سناتن دہرمیوں سے گفتگو کرتے یا تحریری و تقریری بحث مباحثہ کرنے کی ضرورت لاحق ہو جایا کرتی ہے مگر ویدوں کے اردو میں لفظی ترجمہ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر الزامی جواب دینے پر ایسے قادر نہیں ہوسکتے جیسے کہ ہونا چاہئے۔ اسلئے ایسے ترجمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے مگر میرے خیال میں اگر لفظی ترجمہ کرنے کے بعد ہر دو تفاسیر (آرین و سناتنی) کو نقل کیا جاوے تو زیادہ دلچسپ ہو جاویگا جیسے کہ اس رسالہ میں ان ہر دو تفاسیر (آرین و سناتنی) سے یہ امر ہویدا ہوتا ہے کہ سناتنی درحقیقت بت پرست اس لئے ہیں کہ اون کے نزدیک وید کے رو سے (یعنے اون کے ترجمہ و تفسیر کے لحاظ سے) ہر ایک شئے پرمیشر ہے (یعنے وے ہمہ اوست کے قایل ہونے کی وجہ سے بت پرستی کرتے ہیں کیونکہ اون کے نزدیک مثلاً اگر ایک پتھر کو شوجی کی یا کرشن جی و رام چندر و لچھمن جی کی مورت بناکر پوجا جاتا ہے تو وہ اس پتھر کی پرستش نہیں ہے بلکہ دراصل پرمیشر کی پرستش ہے جیسے کہ اس رسالہ (زیر ریویو) میں پنڈت جوالا پرشاد سناتنی مفسر کے بہاؤ ارتھ یعنے مطلب وید منتر میں بیان کیا گیا ہے کہ "اگر کوئی کہے کہ پلاس (ڈہاک) کے درخت کی شاخ وغیرہ کو مخاطب کرنے سے کیا وہ سنتے ہیں؟ اس سے کیا فایدہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب خلقت ایشور روپ (پرمیشر کی شکل صورت والی) ہے جیساکہ لکھا ہے کہ

पुरुष एव इदम् सर्वम्

یعنے وہ پرش (پرمیشور) ہی یہ سب کچھ ہے یجوروید کی ۳۱ ویں اوہائے میں ہے اور یہ کہ

सर्वं खल्विदं ब्रह्म

یعنے یقیناً یہ سب برہم ہی ہیں (چہاندوگیو اوپنشد) اس کے بعد جوالا پرشاد صاحب سناتنی لکھتے ہیں کہ "ان منتروں کے بموجب سب خلقت کے ایشور روپ (پرمیشور کی شکل) ہونے سے یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ ساری باتیں اوسی پرماتما کو مخاطب کرکے کہی جاتی ہیں"

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک شئے دراصل پرمیشور ہے اور اس لئے کسی چیز کی پرستش کرنی دراصل پرمیشر کی پرستش (پوجا) کرنی ہے مثلاً اگر ایک شخص لنگ کی پوجا کرتا ہے تو وہ دراصل لنگ کی نہیں بلکہ پرمیشور کی پوجا کرتا ہے کیونکہ پرمیشور نے لنگ روپ دہارن کیا ہے (نعوذ باللہ) اسی طرح اس عقیدہ کے بموجب ہر ایک چیز پرمیشور ہوسکتی ہے مگر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سب خلقت ایشور روپ ہے تو کسی کو کسی کی پرستش کرنے کی کیا ضرورت ہے جس حالت میں کہ سب کی حالت ایک سی ہے یعنی ایشوری روپ ہیں اور ہر ایک طرح کی کمزوری سے بری ہیں کیونکہ کمزور اور ناتوان کوئی نہوتا اور القادر کی امداد کی ضرورت ہے نہ کہ القادر کو کسی دوسرے اپنے ہم جنس کی۔ علاوہ ازیں اس تعلیم کو پڑہکر کسی قدر تعجب بھی ہم کو ہوتا ہے کہ کیونکر ہندو صاحبان اس تعلیم کو ایشور کرت ثابت کرسکتے ہیں کیونکہ اگر ایک درخت کی شاخ (جیسے ڈہاک کے درخت کی شاخ جو اس منتر میں مخاطب ہے) ایشور کا روپ یقین ہوسکتی ہے تو دوسرے بزرگان دین کو مثلاً مسلمانوں کے بزرگوں کو کیوں ایشور روپ یقین نہیں کیا جاتا؟ اگر ہندو صاحبان فرماویں کہ وے اُن بزرگان کو برہم اور پرمیشور کا روپ یقین کرتے ہیں تو سوال ہے کہ اونکی تعلیم و تربیت کو کیوں نہیں گرہن کیا جاتا؟ کیونکہ جب ایک شخص کو ایشور روپ مان لیا گیا تو ضروری ہے کہ ایشور روپ کے منہ سے جو کچھ نکلے گا وہ بھی عین حق اور حقیقت سے پر ہوگا۔ پس ضروری و لازمی ٹھہرتا ہے کہ سناتنی صاحبان و دیگر ہندو بہائی ان بزرگان کے اقوال اور افعال کو عین حق جانکر عمل درآمد کریں جنکو کہ مسلمان۔ یہودی عیسائی اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں کیونکہ جس قوم کے نزدیک ڈہاک درخت اور اوسکی شاخیں پرمیشر کا روپ دہارن کرسکتی ہیں اور اون کے نزدیک ایسے ایسے بڑے اور عالیشان وجودوں کو پرمیشر کا روپ نہ ماننا دراصل اون کی کمزوری دماغ یا بزدلی کی دلیل ہے اگر جہانتک ہم باریک نظر اور عمیق نظر سے غور کرتے ہیں یہ عقیدہ نہایت گندہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہر ایک چیز پرمیشور کا روپ ہے کیونکہ اس سے ہر ایک گندہ سے گندہ چیز کو بھی (نعوذ باللہ) ایشوری روپ تسلیم کیا جاسکتا ہے جس سے پرمیشور (جو پوتر تاؤں سے پوتر ہے) کی کمال بے ادبی اور گستاخی بھی ہوتی نظر آتی ہے نیز اس طرح پرمیشور کی ہستی مشکلات سے پر غار وحشت میں پہنسی ہوئی تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ جب یہ عقیدہ رکھا جاوے کہ دنیا کی ہر ایک چیز پرمیشور کا روپ ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ مثلاً ایک شخص کی عورت ہے اور بدقسمتی سے وہ بدکار ہے یعنے اوس نے ایک عرصہ سے زناکاری کا وتیرہ اختیار کیا ہے جسمیں وہ رات دن منہمک رہتی ہے تو اس فعل پر کوئی ایسا شخص اس صورت میں کہ وہ اس کو پرمیشور کا روپ مانتا ہے تادیب نہیں کرسکتا کیونکہ پرمیشور کے روپ پر اعتراض کرنا یا اوس کو عیب اور بد چال یا بد کہنا دراصل پرمیشور کی توہین کرتا ہے ایسا ہی جو اوس سے زنا کرتے ہیں وے بھی اس صورت میں قابل اعتراض یا قابل سرزنش نہیں ہوسکتے اس لئے کہ وہ پرمیشور کا روپ ہیں اور ان ہر دو کا ہر فعل پرمیشور کا فعل ہے لہٰذا ان کو کچھ سزا دینا پرمیشور کو سزا دینا ہے (جیسا ہے) انکو سزا دینا پرمیشور کو سزا دینا ہے جس سے پرمیشور کی توہین لازم آتی ہے۔

عقل انسانی اس بات کو قبول کرنے سے سخت عاجز ہے کہ وہ ایک اپنے جیسے دکھ اور تکلیف میں مبتلا شخص کو پرمیشور کو جو بالکل بے عیب اور ہمہ خوبی سے متصف ہے ایسی ذلت اور تکلیف میں مبتلا دیکھتے ہوئے بھی اوسکو وہی تصور کرے جو پرمیشر ہے۔

آدم زاد اور ایسے ہی تمام دوسری مخلوقات کے ساتھ جو کچھ دنیا و مافیہا کے تعلقات ہیں نیز اونکی کمزوریوں اور عجز کروں پر جو کچھ

ہوئے دن لگتی رہتی ہیں غور کرنے سے یہ مسئلہ نہایت صفائی سے حل ہوجاتا ہے کہ در اصل اوس بیچون و بیچگون ہستی کو ان حقیر بلکہ احقر چیزوں سے ایسی کچھ بھی مناسبت نہیں ہوسکتی کیونکہ فرق بین ہے کہ ایک چیز فنا پذیر یعنے ترقی و تنزل کے مراحلے کرنے والی اور دوسری ہمہ حالت میں ایک حالت میں رہنے والی ایک جیسی نہیں ہوسکتی پس اندریں صورت اس قسم کا کوئی پرمیشور کا روپ دھارن نہیں کرسکتا کیونکہ سہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بعض صاحبان جو اپنے تئیں صوفی مشرب ظاہر کرتے ہیں آجکل ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ بلتشے اپنے اور جملہ مخلوق کے وجود کو بایں طور پر فاقی تسلیم کرتے ہیں کہ ہم کچھ بھی چیز نہیں ہیں جو کچھ ہے وہ آپ ہی آپ ہے یعنے ہمارے اندر جو کچھ ہے اوس کا ہی ظہور ہے جو ہمارے اس ناسوتی وجود کے فنا ہونے کے بعد جہاں سے نکلا ہے وہیں جاکر پیوست ہوجاویگا اور پیوست ہوجاتا ہے۔ اور اسکی مثال یوں پیش کرتے کہ جیسے کہ پانی میں حباب (بلبلے) پیدا ہوتے ہیں اسی طرح ہمارے وجود کی کیفیت بھی ہے۔ اور کہ جیسے کہ حباب فنا ہونے کے بعد پانی میں مل کر بالکل نیست و نابود ہوجاتا ہے اسی طرح ہمارے فنا ہونے کے بعد بھی خدا میں ہمارے لئے ایسی ہی پیوست ہے جیسے کہ بلبلے کو پانی میں" مگر ہمارے خیال میں یہ بات اور مذکورہ بالا بات ایک حد تک مطابقت رکھاتی ہے ہاں اگر فرق ہے تو اسیقدر ہے جیسے کہ کوئی کہے کہ ناک کہاں ہے تو مخاطب ہاتھ کو اوٹھاکر سیدھا ناک پر رکھکر بتلا دیوے (ایسے ہی) جب یہی سوال ایک دوسرے سے کیا جاوے تو وہ سر پر سے ہاتھ کو گھماکر ناک پر ناک کا اظہار کرے اور ان دونوں عقیدوں میں صرف معرفت الٰہی کی کمی ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ غلطی کھا گئے۔ کیونکہ جو شخص خداوند کریم کی ہستی کو ہمہ طاقت اور ہمہ قدرت اور ازلی و ابدی لم یزل لایزال اور مطہر پاک صاف بے عیب مبدا انسلطی اور جامع جمیع کمالات قائم بذات اور مثالوں سے بری فنا و زوال سے منزہ تسلیم کریگا وہ کبھی بھی کسی صورت میں کسی ضعیف البنیان ہستی کو اوس کے ساتھ ایسی تشبیہ نہیں دیگا جو پانی کو حباب سے ہوتی ہے کیونکہ حباب اگرچہ پانی کے وجود سے پیدا ہوتا ہے مگر پانی اوس کے معدوم کرنے یا پیدا کرنے کی ایسی قدرت و طاقت نہیں رکھتا جیسے کہ مولا کریم رب العالمین ان تمام مخلوقات کے فنا کرنے اور پیدا کرنے پر قادر ہے۔ کیا یہ نظارہ کچھ کم اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ طاعون اور ہیضہ اور دیگر مہلک بیماریوں سے کس طرح دم کے دم ہزاروں کو تباہ کر دیتا ہے اور کس طرح بہتوں کو اپنی ہمہ طاقت اور ہمہ قدرت سے بچا لیتا ہے اور کیونکہ ہزار درہزار بلکہ بیشمار نشانات قدرت (روحانی و جسمانی) دکھلاتا ہے مگر دوسرے وجود ذیل یہ قدرتیں نہیں پائی جاتیں۔

پھر جس حالت میں انسان کی پیدائش ایک ایسے حقیر پانی سے ہوتی ہے کیا وہ اس بات کا دعوے کرنیکا حق رکھتا ہے کہ اپنے وجود کی خدا کی ہستی کے ساتھ ایسی تشبیہ دے جیسے کہ حباب کو پانی کے ساتھ ہوتی ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں کیونکہ جیسے کہ پانی اور حباب کمزور اور عاجز محض ایک دوسری ہستی کے قبضہ قدرت میں ہیں ایسے ہی انسان ضعیف البنیان بھی عاجز محض بقبضہ قدرت رب العالمین ہے تو پھر کیوں اوس کو ایسی جرأت ہوسکتی ہے کہ اپنی وجود کو پانی اور حباب کی تشبیہ دیکر اللہ تعالیٰ سے ایسا نکلا ہوا بیان کرے جیسے کہ حباب پانی کے وجود سے پیدا ہوتا ہے۔

پھر جس حالت میں کہ انسان کے وجود سے ہزار در ہزار ایسی حرکتیں بھی ہوتی ہیں کہ جن کا بیان موجب طول طویل ہے یعنے گناہ اور بدکاریاں و بدیاں وغیرہ جن کے کرنے سے انسان ناپاک ہوکر جہنم میں جلنے کے لائق ہوجاتا ہے تو کیونکر وہ اوس پاک اور بے عیب ہستی سے اپنا ایسا تعلق بیان کرسکتا ہے جو بالکل بے عیب اور بے مثل ہے؟ اگر یہ بات سچ ہے کہ جو کچھ دنیا و مافیہا کے اندر ہے وہ در اصل خدا تعالیٰ سے ایسے ہی ہویدا ہوا ہے جیسے کہ پانی سے حباب پیدا ہوتا ہے اور کہ وہ فنا ہونے کے بعد اوسی طرح خدا میں مل جاوینگی یا ملجاتی ہیں جیسے کہ حباب پانی میں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں عین غین کے قایل اپنے فرزندوں کو تادیب کرتے ہیں اور کیوں اپنی عورتوں پر بعض دفعہ ناراض ہوکر اون کو سخت و سست الفاظ کہا کرتے ہیں جس حالت میں کہ اون کے اندر جو کچھ ہے وہ وہی ہے جو کل میں (جو خداوند کریم ہے) ہے کیونکہ جو کل میں ہوتا ہے وہی جز میں ہوتا ہے یعنے جیسے کہ ایک انگلی میں خون ہے ویسے ہی جسم کے دوسرے حصہ کے اعضا میں ہے تو کیوں ان کو وہ کام سکھایا جاتا ہے جو کہ وہ ازلی ابدی ہونے کی وجہ سے اونہیں خود موجود ہونا چاہیے کیونکہ جب ایک چیز خدا کے وجود میں سے ایسی نکلے جیسے کہ حباب پانی سے نکلتا ہے تو اوس کو ویسی ہی صفات رکھنا چاہیے جیسے کہ اوس کے کل میں موجود ہے مثلاً خیال فرمائیے کہ جو صفت آگ کے ایک بڑے سے بڑے انگارے میں موجود ہے وہی ایک چنگاری میں موجود ہے یعنے گرمی پہونچانا اور جلانا پھر کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ عین غین کے قایل کو اپنے بچوں یا بیوی کے علاج کرانے کی ضرورت ہے یا تادیب کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جو کل میں نہ ہو وہ جز میں کہاں سے آسکتی ہے یعنے کل جو خدا ہے عالم الغیب اور ہر ایک دکھ درد بیماری سے مبرا ہے تو کیونکر جز میں بیماری یا دکھ درد عود کرسکتا ہے؟۔

اب کہا جاوے گا کہ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے اس میں ایسی حالتیں ہونا از بس ضروری ہے مگر ہم یہی کہیں گے کہ بے عیب ہستی سے کوئی ایسی چیز جو پانی و حباب کی مثال میں نکلی ہو کوئی دکھ اور تکلیف حاصل کرسکتی ہی نہیں۔ ایسے ہی ایسے حضرات کو کسی کو اپنی بیوی یا بچے ظاہر کرنا بھی اون کی سخت غلطی پر دال ہے کیونکہ جب ایک ہی شئے ہے تو ترجیح بلا مرجح محض غلط اور قطعاً ناقابل سماعت ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ فعل فاعل سے جدا نہیں ہوتا ہے مگر ہمارے خیال میں یہ ایک بالکل صاف بات ہے کہ بعض صورتوں میں فعل فاعل سے جدا ہوتا ہے جیسے کہ کسی کو

نوٹ: افسوس صد افسوس کہ اس بہنسے میں ہمارے مہربان اور استاد جناب بابو عمر دراز خان صاحب بھی پھنسے ہوئے ہیں اور در اصل اس امر پر جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ بابو صاحب ممدوح کے ہی زبانی دلائل سنکر لکھا ہے کاش کہ بابو صاحب قرآن کریم پر غور کرتے اور خالق و مخلوق کی تمیز کا لحاظ کرکے اس عقیدہ کی پڑتال کرتے تو کیا اچھا ہوتا مگر مشکل تو یہ ہے کہ ان لوگوں نے یہ خیال کرلیا ہے کہ جب ان امور میں زبانی طور پر پختہ ہوگئے تو نجات یافتہ ہوگئے اسلئے اعمال وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں پس یہ کسطرح اوسطرف توجہ کریں منہ

مارنا پیٹنا۔ یا کرسی و میز بنانا وغیرہ مگر بعض صورتوں میں فعل فاعل سے جدا نہیں ہوتا جیسے کہ روٹی کہانا یا پانی پینا سانس لینا رونا ہنسنا وغیرہ۔ پہر کہا جاتا ہے کہ عالم علم سے جدا نہیں ہوتا مگر ہماری سمجہہ میں نہیں آتا کہ ان باتوں کا فائدہ کیا ہے اور ان سے بنتا کیا ہے؟ جب یہ مانا گیا کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں اور صفات میں یکتا۔ اور منشا ہے تمام فیضوں کا اور منبع ہے تمام طاقتوں کا اور مستجمع ہے جمیع کمالات کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور قیوم ہے تمام چیزوں کا اور لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور لا یدرک ہے اپنی وجود کی کنہ میں اور اپنے کاموں کے کہنہ میں وہ نزدیک ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہ سکتے کہ اوس سے کوئی چیز نیچے ہے سب کی جان ہے مگر نہیں کہ سکتے کہ وہ کسی چیز کا عین حقیقت ہے وہ غیر محدود ہے اور برتر ہے خیال اور گمان سے اور قیاس سے نظریں اوس پر احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ نظر و نپر محیط ہے کوئی بھی ایسی شئے نہیں کہ اوس کے مانند ہو لیس اوس کیلیے تم مثالیں مت گہڑ ہو"

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی نسبت خود ہی یہ امور بیان کئے ہوں تو اوس کے لئے کسی قسم کی مثال گڑہنا در اصل حماقت پر دال ہے کیونکہ جیسا وسکو علم و فضل وغیرہ کی مثال ہی نہیں ہو سکتی تو پانی اور حباب وغیرہ کی مثال بہی ناقص ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نسبت کب کسی عارف نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ اوسکا علم جو کسی شئے کے پیدا کرنے کے وقت تہا وہ اوس شئے کے پیدا کرنے یا فنا پذیر ہونے کے بعد ضایع ہو گیا یا ضایع ہو سکتا ہے جب یہ بات کوئی مانتا ہی نہیں اور نہ اس سے کسی نے انکار کیا ہے تو ایسا سوال ہی محض غلط اور بے فایدہ اور بے سرو پا ہے۔ لیکن اگر اس کا یہ مطلب ہو کہ عالم یا صانع کا کسی چیز کے بناتے یا ترکیب دینے سے اس کا علم بعد اس عالم و صانع کے وجود کے اوس چیز میں ترکیب دیا جانا ضروری ہے تو یہ بات نہ تو ہماری سمجہہ میں آتی ہے اور نہ تجربہ اس بات پر شہادت دیتا ہے کہ ایسا ہوتا ہے یا کبہی ہوا ہے۔ ہاں البتہ بہی بڑی صنعتوں کو دیکہنے سے اون کی ترکیب دینے والوں کے اعلیٰ علم اور صانع ہونے پر کامل یقین آتا ہے کہ واقعی اون کے علم نے کمال حاصل کیا ہے مگر یہ نہیں

اون میں نظر آتا ہے کہ در اصل صانع کا سارا وجود یا وجود کا کچہہ حصہ بہی اوس میں جلوہ گر ہو ہاں اون کا علم اپنی پوری جہلک دکہلاتا ہے۔ پس اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ علم عالم کا اوس کے وجود سے ایسا جدا نہیں ہوتا جیسے کہ اوس کی علمی صنعت اوس سے جدا ہوتی ہے اور عالم و صانع اپنی صنعت کے ساتہہ ایسا پیوست نہیں ہوتا جیسے حباب پانی سے نکل کر اوسی میں پیوست ہوتا ہے جس سے کہ یہ بات آسانی سے ملے ہوئی کہ مخلوق خالق کا عین نہیں ہے اور اس سے شرک ہرگز ہرگز لازم نہیں آتا کیونکہ شرک کہتے ہیں کسی کو کسی کی ذات و صفات و حالت و حیثیت وغیرہ میں برابر یقین کرنے کو مثلاً اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر عالم الغیب خالق مالک رازق رحمٰن رحیم لم یزال لایزال غیر فانی ابدی قیوم ہے اگر ہم کسی دوسرے کو ایسا یقین کریں تو در اصل یہ شرک ہوگا۔ ہاں مخلوق کو خالق کا عین کہنا فی الحقیقت شرک ہے کیونکہ ایک شئے فانی اور ترقی اور تنزل کے مرحلے طے کرنیوالی دوسری غیر فانی اور ہمہ حالت میں ایک حالت میں رہنے والی کیونکر اسکی عین ہو سکتی ہے۔ جس سے اس عقیدہ کا باطل ہونا تو اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے شرک کو سمجہا ہی نہیں اور نہ یہ شرک کی تعریف کر سکتے ہیں۔ اسی لئے ایسی ایسی باتیں پیش کرتے ہیں کہ جو کوئی مخلوق کو خالق کا عین نہ سمجہے وہ مشرک ہے۔ حالانکہ مشرک وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات وغیرہ کے ساتہہ کسی دوسرے کی ذات و صفات ویسی ہی تسلیم کرے اور مخلوق کو خالق کا عین کہنے والا اس شئے کو پیدا کر دیتا ہے جس سے اُس کا مشرک ہونا اوس کے اپنے مُنہ سے ہی ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ جب وہ یہ مانتا ہے کہ مخلوق خالق کی عین ہے تو گویا ان کا دو سرا شریک تیار کیا کرتا ہے کہ در اصل وہ اس میں بہی وہی صفات یقین کرتا ہے جو اوسمیں جس کا کہ وہ عین ہے مانتا ہے مثال کے طور پر انسانی فوٹو (عکس) پر غور کرنا کافی ہے کیونکہ جو اصل میں خط و خال ہوتے ہیں وہی فوٹو (عکس) میں جو عین ہوتا ہے آتے ہیں۔ پس جب مخلوق کو خالق کا عین تسلیم کر لیا تو بڑا بہاری شرک ہو گیا لہذا ثابت ہوا کہ وحدۃ الوجودی اول درجہ کے مشرک ہیں نہ کہ معرفت سے آشنا۔

الحاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق مالک رازق ہے جس کے ارادہ اور حکم سے ہم پیدا ہوئے ہیں کہ جس کے سہارے سے ہم سب زندہ ہیں نیز

✱ یہ تمام صفات اللہ حضرت امام ہمام امام صادق جناب مرزا صاحب علیہ السلام نے (مظہر حسین الہ آبادی وحدۃ الوجودی کے جواب میں جو خط لکہا ہے اور جو الحکم کے تین پرچوں میں ۱۹۰۱ء میں طبع ہوا ہے) قرآن کریم سے لیکر ایک جاپر اکٹہی کی ہیں جن کے مطالع کے بعد کوئی شخص وحدۃ الوجودیوں کے پہندے میں نہیں پہنس سکتا۔

الحمد للہ والمنۃ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک ایسا کامل اور مکمل امام (علیہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ) عطا فرمایا ہے کہ جس نے حکم اور عدل ہونے کیحالت میں ہر ایک مختلف فیہ مسایل پر اچہی طرح روشنی ڈال کر ہم کو گرداب ضلالت میں گرنے سے بچا یا۔ ناظرین اچہی طرح خیال فرمالیں کہ وحدۃ الوجودیوں سے ٹکر کہانا اور پہر اون کے ساتہہ سوال و جواب میں برابر اوترنا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ یہ منزل بڑی کٹہن ہے کیونکہ یہ حضرات ایسے چالاک ہوتے ہیں

کہ جہاں پر گرنے لگتے ہیں وہاں پر جہٹ ایسی راہ اختیار کر لیتے ہیں کہ جس کو سایل خود تسلیم کرتا ہے مگر باین ہمہ قرآن کریم اور اسلام جنت دوزخ اعتراض کرتے ہیں۔ رات دن لوگوں کو یہی سبق پڑہاتے ہیں کہ بہائی! اپنے آپ کو پہچانو! اپنے آپ کو پہچانو! مگر جب وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت میں نے تو اپنے آپ کو پہچان لیا ہے یعنے میں مانتا ہوں کہ میں ایک ناچیز ہستی ہوں اور فنا پذیر ہستی ہوں اور ہر ایک عیب اور دکہہ سے محض بغیر فضل ایزدی کے رہائی نہیں پا سکتا اور کہ اللہ تعالیٰ میں ہی ساری خوبیاں اور صفتیں ہیں اور وہی تمام عیبوں سے پاک اور ہر ایک کمزوری سے بالکل مبرا ہے تاہم یہ حضرت تسلیم نہیں کرتے بلکہ طوطے کی طرح پہلے ہی الفاظ دہرائے جاتے ہیں اور اپنا یہ حال ہے کہ سوائے ان گپ بازیوں کے کبہی ایسی جہلک نہ دکہائے . . . . . کہ جس سے کوئی نکتہ

(فتح محمد)

جس کے حکم اور امر سے ہم مریں گے اور مرنے کے بعد حساب کتاب کے لئے زندہ کئے جائیں گے پھر مطابق اعمال کے انعام اور سزا کے مستحق ٹھہر کر جزا و سزا حاصل کریں گے اور گو ہم معہ اپنی طاقتوں قوتوں اور استعدادوں اور عقلوں اور شعوروں اور ادراکوں کے مخلوق اور محض عاجز مخلوق ہیں اور اللہ تعالےٰ رب العالمین رحمٰن رحیم مالک یوم الدین ہے اس لئے ہمارا نیکی کرنا یعنے نیک افعال کرنا نیکی کا ثمرہ پانے اور بدی کرنا بدی کا ثمرہ پانے کا مستحق ٹھہراتی ہے کی مثال ہم دنیوی زندگی میں بھی ملاحظہ کرتے ہیں کہ کیونکہ بدکار اپنی بدکاری کی سزا بھگتتے اور علمی روشنی سے حصہ لینے والے اوس کے مطابق حصہ لینے والے اوس کے مطابق فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ پس اس سے صاف طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل درآمد کرنا انعام پانیکا ذریعہ اور نافرمانی کرنا جہنم اور عذاب میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے جس سے صاف طور پر اوسکی ترقی و تنزل کیحالت منکشف ہوتی ہے لیکن اگر ایسی حالت تسلیم کیجاوے جیسے کہ حباب کو پانی سے ہوتی ہے تو حفظ مراتب کا خیال مفقود ہو جاتا ہے جس کے لئے یہ فتو ہلی چسپاں کرنا پڑتا ہے کہ ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی + کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور تنزل سے بالکل مبرا و منزہ ہے اس لئے لازم آیا کہ اگر ہماری حالت مثل حباب اور پانی یا ہمان کے ہوتی تو ہم میں بھی وہی صفت ہونی چاہئے تھی مگر ہم میں چونکہ ترقی و تنزل کا مادہ ہے اس لئے یقیناً ہم کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق نہیں جیساکہ پانی کا حباب کے ساتھ ہوتا ہے + پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسا عقیدہ دراصل گمراہی کا عقیدہ ہے نہ کہ صوفی صافی کا کیونکہ صوفی وہ ہوتا ہے جو کہ اپنے خیالات کا نگہداشت رکھنے والا اور اپنے دل کو ان امورات سے خالی رکھنے والا جن کے کہ وہ لایق نہیں یعنے صوفی وہ ہے جو کہ حقوق اللہ و حقوق العباد کا خیال زیر نظر رکھے اور اپنی اصل حقیقت و بساط اور ہستی سمجھے کہ کیونکہ محض عاجز اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے فضل کی محتاج ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور شفقتوں پر پورا وثوق حاصل کرے کہ کیونکہ وہ اس کو رفعت اعلیٰ پر پہونچاتی ہیں اور کس طرح اوسکو ضلالت اور گمراہی کے تنگ و تاریک گڑھے میں گرنے سے بچاتی ہیں۔ یہ تو صوفی کے معنے ہماری سمجھ میں آئے ہیں مگر آجکل صوفی اس قسم کے پائے جاتے ہیں کہ وہ حفظ مراتب کی نگہداشت نہ کرنے کا نام صوفی رکھتے ہیں۔ یعنے جو یہ اقرار کرتا پھرے کہ آپ ہی آپ ہیں اور کچھ نہیں وہ صوفی ہے

یا ہیں ہمہ اعمال کچھ بھی نہیں کرتے۔ اور یہ بھی ہیچ اعمال کی ضرورت ہی کیا جب آپ ہی آپ ہوئے۔ جس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہر ایک فعل کو فعل اللہ یقین کرنے کی وجہ سے اباحت کی تعلیم دے دیگر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی کمال بے ادبی ہوتی ہے بات لمبی ہو گئی اور کہاں سے کہاں چلی گئی مگر اب ناظرین کو نتیجہ کی سیر کرانی ضروری اور لازمی ہو گئی۔ ان تمام امور سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا صوفیت کے مدعی اور سناتنی دراصل ایک عقیدہ کے پابند ہیں کیونکہ جسطرح سناتنی ہر ایک چیز کو پرمیشر کا روپ بیان کر کے ہر ایک چیز کے غیر فانی اور ازلی ابدی ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں اسی طرح صوفی صاحبان اپنے اور جملہ مخلوق کے وجود کو پانی اور حباب کی مثال دیکر غیر فانی اور ازلی ابدی ثابت کرتے۔ تیسرے ان کے بالمقابل آریہ سماجی ہیں تو وہ تو علانیہ ہر ایک چیز اور ذرہ ذرہ کو ازلی ابدی اور غیر فانی تسلیم کرتے ہیں جس سے اقبالی ڈگری اس امر پر ہو جاتی ہے کہ دراصل یہ سہ عقائد کے پابند ایک حد پر جا کر آپس میں گڈ مڈ ہو جاتے ہیں جس سے ایکدوسرے کی تمیز کرنا ایسا ہی مشکل ہو جاتا ہے جیسے کہ ایک اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا۔ اور یہ تمام عقاید عدم معرفت الٰہی کے نتائج ہیں اور کہ انکی سمجھ نے خالق و مخلوق کے حفظ مراتب کا خیال نہیں رکھا جس کی سب سے یہ اتہا کنڈ اب ایسی غلطاں و پیچان ہو گئی کہ اب ان سے نکلنا مشکل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ انکی چشم ہوش وا کرے اور ان کو خالق و مخلوق کے مراتب پر غور کرنے کا سبق دے۔ آمین

خلاصہ کلام یہ کہ وید کی تعلیم کے آدہار (جوہر) ایک ایسی تفسیر ہے جس کا ارادہ جناب بابو عبدالعزیز صاحب نے کیا ہے اچھی طرح واہو جاویگی مگر ہمارے رائے میں کسی تیسری تفسیر کا ترجمہ لکھنا مناسب نہیں کیونکہ اس سے کتاب کی ضخامت بڑھ جاوے گی ہاں بعض جگہ پر ضروری ریمارکس دینا حسب ضرورت مناسب ہے ایسے ہی ضروری ریمارکس منجانب مترجم بھی ضروری ہیں اس سے دیانند کی چالبازیاں اچھی طرح ظاہر ہو جاویں گی اور شائقین کو بہت کچھ فائدہ پہونچیگا۔ مگر بہتر یہ ہوگا کہ چھوٹے چھوٹے رسالوں کی صورت میں شائع کیا جاوے ایسی ہی قیمت بھی تھوڑی رکھی جاوے تاکہ عوام کو آریہ سماج اور سناتن دہرم پر ریویو کرنے کا عمدہ موقع نصیب ہو سکے اور مطالعہ بھی باسانی کر سکیں۔ فقط۔

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) یقین کر سکے کہ فی الواقع انہوں وہ معرفت حاصل کر لی ہے جس کیطرف لوگوں کو توجہ یہ حضرت مبذول کرا رہے ہیں اور ہدایت کر رہے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ان حضرات کی ایسی خشک باتوں کا کیا اثر پڑسکتا ہے جبکہ لتیں کہ لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون کا صاف اور صریح حکم موجود ہے بار بار جتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم اور دوسرے انبیاء بھی یہی معرفت سکھاتے تھے مگر ایسی باتوں سے ہم کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں جبکہ حالت میں کہ حضرت اقدس رسول اللہ صلعم کو ہم نماز روزے اور عبادت الٰہی میں ایسا مشغول دیکھتے ہیں کہ ثبوت پانے کو کیسی کرنی ہر ایک سے محال ہے۔ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اوس نے اپنے بھیجے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک زندہ نمونہ بھیجکر ہمکو ایسے ناکارہ نالایق صوفیوں سے بچا لیا کہ جو خود کچھ بھی کر کے نہیں دکھاتے اور صرف منہ سے ہی معرفت معرفت کا راگ گاتے ہیں حالانکہ اگر دراصل ایسی معرفت نہ ہوتی جیسے کہ انبیاء کو ہوتی ہے تو سے دنیا تو بیگر و ندے بچشم راز خوں بارے + منہ

حقیقت نماز شایع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے شائع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل فہرست الحکم مورخہ ۱۰؍ فروری ۱۹۰۷ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کی گئی ہے کتاب کی بلحاظ اوسکی خوبیوں کے کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۱۲؍ اور علاوہ محصول صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہیے۔

شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

نظم

از صوفی تصور حسین صاحب بریلوی مہاجر قادیان

احمدی وہ گروہ ہے دیندار
جو ہیں احمد پہ جان و دل سے نثار

وہ غلام غلام احمد ہیں
جسپہ اللہ کا بہت ہے پیار

احمدی ہیں وہ متقی مومن
جو ہیں مستغفرین بالاسحار

فکر عقبےٰ میں رہتے ہیں شب و روز
فکر دنیا سے ہوگئے بیزار

غم دنیا کے دل کو مار کے لات
دین کے غم میں ہیں وہ لیل و نہار

احمدی خوش سیر ہیں خوش اطوار
نرم دل پاک جان و خوش گفتار

حب اور بغض اونکا ہے للہ
نہیں اون کو کسی سے رنج و غبار

دشمنان خدا سے لڑتے ہیں
پر لڑائی ہے اونکی بے ہتھیار

اون کا ہتھیار ہے زبان قلم
یہی گویا کہ تیغ کی ہے دہار

احمدی ہیں وہی ذکور و اناث
نیک ہے جنکی عادت و رفتار

اون کا مسلک ہے سنت و قرآں
ہیں محب درود و استغفار

صادق الوعد احمدی ہیں تمام
شادی و غم میں شاکر و صابر

وقف راہ خدا ہے جاں اونکی
مال اون کا رضائے حق میں نثار

احمدی ہیں بہت خلیق و فہیم
نہیں رکھتے وہ ذرہ استکبار

احمدی ہیں جماعت حق آگاہ
شرک و بدعت سے مطلقاً بیزار

پنجگانہ نماز پڑھتے ہیں
ہے صفت جسکی قرۃ الابصار

روزے رکھتے ہیں متدین ہیں
بہر ارضائے ایزد غفار

نفلیں پڑھتے سحر کو اوٹھتے ہیں
احمدی ہیں بہت نماز گزار

احمدی شرع کے ہیں سب پابند
اونہیں سنت کے ہیں نمود آثار

حق و باطل کی ہے تمیز اون کو
علم دیں میں ہیں وہ بہت ہشیار

پیش خصم و مخالف بدکیش
علم و فضل اپنا کرتے ہیں اظہار

معترض کو بناتے ہیں مبہوت
جلوہ دیں سے کے دکہا انوار

کون ان کے مقابل آتا ہے
ہیں یہ شیر اور خصم روبہ خوار

احمدی وہ خدا کے بندے ہیں
جن سے اللہ خوش ہے لیل و نہار

حق کی درگاہ میں ہیں یہ مقبول
ان پہ وا ہوگیا در اسرار

احمدی عاشقان یزداں ہیں
نام حق سے ہے ان کے دل کو قرار

رات دن کرتے ہیں خدا سے دعا
رہے شاداب دین کا گلزار

کوششیں کر رہے ہیں توڑ کے دل
کہ فزوں باغ دیں کی ہو بہار

یہ تڑپ اون کے دل میں رہتی ہے
دیں کی حقیقت کا ہو اظہار

پوری حجت کریں مخالف پر
تا ہو وہ کفر چھوڑ کر دیندار

آنکھ کہل جائے جس سے اندہوں کی
روز روشن وہ دیکہیں ور شب تار

دین اسلام کے بجیں ڈنکے
دین ہو دین احمد مختار

احمدی راست باز ہیں واللہ
نہ کوئی مفتری نہ کج رفتار

ہیں وہ منصف مزاج سچے سب
کذب و بہتاں سے ہے اونکو عار

دل سے مرضات حق کے جویاں ہیں
جاں سے حق کے طالب دیدار

صاف ہے جن کا اندرون برون
بس وہی احمدی ہیں خوش کردار

ڈہونڈتے ہیں خدا و خلق کی صلح
نفس و شیطان سے رکہتے ہیں تکرار

احمدی ہیں بہت سے صاحب عزم
فخر ہے ہم کو جنسپہ لیل و نہار

ہیں بہت انمیں عارف باللہ
اون کے رخ پر چمکتے ہیں انوار

کچھ ہیں کمزور اور نو آموز
اون کو مولا بنائے طاقتدار

احمدی سب ہیں بہائی آپسمیں
بہائی پر بہائی جان کردے نثار

ایک کے پاؤں میں جو خار چبہے
بے نکالے نہ آئے اوس کو قرار

یہی ہمدردی و اخوت ہے
کہ رہے بہائی بہائی کا غمخوار

ایک کا دوسرا دعاگو ہو
اور برے وقت میں ہو ہمدم و یار

خود غرض خود پسند انسان پر
ہے خدا و رسول سے پھٹکار

رہے ملحوظ حق عبد و خدا
احمدیوں کا بس یہی ہے شعار

نسبت احمدی جمالی ہے
رافت و رحم سکو ہے درکار

ملیں آپسمیں خندہ رو ہو کر
ہوں چیں بر جبیں نہ دل افگار

ہوں خرید و فروخت و داد و ستد
راستی انکے ساتھ بے آزار

نفس کو اپنے خوش نہ آئے جو بات
نہ کریں وہ پسند بر اغیار

قرض سے کر ادا کریں جلدی
ہو نہ دینے میں حجت و تکرار

نہ بنیں سخت گیر نے کج خلق
حرص و بغض و حسد ہے سب بیکار

ہوں غرض سب معاملے ستہرے
جیسا ہوتا ہے مومنوں کا شعار

ہم کو توفیق خیر دے یارب
تجہسے یہ التجا ہے با دل زار

فضل سے اپنے دے مدد ہم کو
نفس و شیطان کے ہو نہ پائیں شکار

بطفیل مسیح و مہدی ما
وقنا ربنا عذاب النار

دور کر ہم سے غفلت و عصیاں
تا نہ عقبےٰ میں ہوں ذلیل و خوار

بہتری کی و فلاح کا اپنی
تیرے ہی فضل پر ہے دار و مدار

سب کی بگڑی بنا خداوندا
طاقتیں بخش کر دے مخلص کار

دور کر دے ہمارے عیبوں کو
رکھ نہ اسدرجہ ہم کو زار و نزار

تیری رحمت کے منتظر ہیں ہم
تو رحیم و کریم ہے غفار

رکھ ہمیں احمدی جماعت میں
نہ چھٹا ہم سے زمرۂ ابرار

نسبت احمدی سے کہول آنکہیں
کر خدایا ہمیں اولی الابصار

آرزو ہے اوسیں کی یارب
راہ دیں کا ہمیں ہو گل ہر خار

ملازمان سرکاری اور پالٹیکس

مدراس گورنمنٹ نے حال ہی میں ایک حکم اس مضمون کا جاری کیا ہے کہ چونکہ ہز ایکسیلینسی گورنر باجلاس کونسل کو اس بات کا یقینی علم ہے کہ پولیٹیکل تحریکوں اور جلسوں کی شرکت سے متعلق گورنمنٹ کے امتناعی رول کی کئی ملازمان سرکاری خلاف ورزی کرتے ہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں انہوں نے ایسی مجالس کی صدارت بہی قبول کی ہے لہذا صاحب گورنر بہادر باجلاس کونسل تمام ملازمان بہ نگاہ گورنمنٹ سرونٹس کونڈکٹ رول ۱۹۰۴ء کے قاعدہ نمبری ۲۰ پر توجہ دلانا ضروری سمجھتے اور اوسکی خلاف ورزی سے متنبہ کرتے ہیں۔ امید قوی ہے کہ رفتہ رفتہ دیگر تمام لوکل گورنمنٹیں بہی اس بارہ میں گورنمنٹ مدراس کی پیروی کو ضروری سمجہیں گی۔

ایام طاعون میں باہر نکلنا

عزیز من ہماری اضطراری و ناچاری پر جو فراری کا الزام و اتہام لگایا گیا ہے۔ یہ محض موافق و مطابق حکم خدا و رسول کے ہوا ہے۔ ہیں اول الفرارین نہیں ہوں بلکہ ہمارے محلہ کے کل لوگ جس وقت باہر میدان میں چلے گئے۔ چونکہ ہمارے پاس کوئی سامان جیسے مہیا نہیں تھا۔ از تبدیلی ہوا مصفا و آب شفا کے لئے موضع دعولیہ چلے گئے تھے۔ یہ اعتراض عزیز کا محض کم علمی و کوتاہی و غلطی پر مبنی ہے۔ کیونکہ جب دانش خالق ارض و سماوات و رب الکائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ (ولقد کرمنا بنی آدم) جس کے واسطے زمین آسمان وما فیہا کل سامان خوراک پوشاک حیوانات نباتات جمادات اس کی نفع رسانی کے لئے پیدا کئے ہیں۔ اور اس کی صحت و حفاظت جسمانی و روحانی کیلئے کس قدر سرمایہ ظاہری و باطنی میسر کیا ہے۔ (سخر لکم ما فی السموات والارض) بلکہ چاند سورج ستارگان باران۔ اشجار احجار میوہ جات ثمرات غلہ جات وغیرہ انعام و اکرام رحمانی پر ذرا عمیق نظر سے نگاہ کرو۔ یہ سب کچھ اس انسان کی خاطر و خدمت کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اس قدر خداوند تعالیٰ کو اس کا پاس ملحوظ ہے۔ بہت سے آیات بینات سے اظہر من الشمس ہے۔ باعث تطویل چند سطور پر حصور کرتا ہوں۔ تو کیا اس انسان پر جب مصیبت مرض یا ہجوم تنگی و ترشی یا بصورت عذاب عقاب کا عتاب ہو۔ تو پھر کوئی چارہ و علاج و درمان نہیں رکھا ہے۔ حدیث صحیح (لکل داء دواء) ہر مرض کی دوا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے ہر ایک اشیاء میں بلکہ ہر ذرہ تک میں خواص و اثر رکھا ہے (ما خلقت ہذا باطلا) کسی چیز کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا ہے۔ تو اگر بحالت علالت طبع یا امراض پر توکل ہی کمر بستہ رہتی تو گویا خدا کا ادویات پیدا کرنا بھی عبث ہوا۔ اور خدا کا اسم حکیم ... عبث کو ٹھہرا۔ مختصر کلام یہ کہ ہر مرض کی دوا ہے۔ اول دعا بدرگاہ رب العالمین یہ استغفار پھر اس مسبب الاسباب نے جو سلسلہ ادویہ کا درمیان سبب ... وساطت بنایا ہے۔ وہ بھی ضروری ہے۔ جناب رسول صلعم کے عمل سے ظاہر ہے۔ کہ آپ خود دوا کرتے اور اوروں کو بتلاتے تھے۔ تو جب طاعون خدا کی طرف سے بطور عذاب نازل ہے تو پھر اس کے لئے استغفار بھی کریں۔ اور اسباب کو بھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اسکا اسباب کل حکماء و ڈاکٹران کا متفق مجرب قول ہے۔ کہ جس گھر میں ... اس میں کیڑے زہردار باریک پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس مکان کو ہوادار و ... اور ادویہ زہردار سمی جس سے کہ کیڑے مر جاویں۔ استعمال کریں۔ اور اس مکان کو چھوڑ دیویں۔ جس میں زہر پھیل جاوے۔ تو کیا شریعت نبوی میں تبدیلی مکان ممنوع ہے۔ ہرگز نہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ (ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ) جان بوجھکر اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اس سے بجز اپنی حفاظت کے سامان مہیا کرو۔ کیا جس مکان میں آگ لگ جاوے۔ اس ... بیٹھے رہنا یہ شریعت نبوی اور توکل علی اللہ ہے۔ جس رسول صلعم نے خیر خواہی و ہمدردی ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی دنیاوی و عقبیٰ کے لئے ہماری طرف آکر ... کرا کر ہمکو آگاہ کیا۔ (لعلکم تتقون) (لعلکم تفلحون) (لعلکم تعقلون) تاکہ تم بچو۔ تاکہ تم فلاح اور نجات پاؤ۔ اور عقل کرو اور سمجھو۔ اور تدبیر اور تفکر کرو۔ اس نبی سرور کائنات فخر موجودات جو بصد ہزار اسرار معانی ... مصدر و مخرج و منبع فیض و حکمت تھے۔ کیا ان کا حکم ہے۔ کہ زہر آلود ... کے اندر گھسے رہو۔ اور ہلاک ہو جاؤ۔ تو تب تمکو شہادت ملیگی؟ نہیں وہ ملامت ہوگی کیا بدبودار اور متعفن مکان میں رہنے کا حکم ہے۔ کیا کسی انسان کی طبیعت و مزاج اس بار گراں کو سر پر برداشت کر سکتا ہے۔ او ثیابک فطہر والرجز فاہجر بلکہ جابجا نبی (علیہ السلام اُنپر الف الف رحمت) کی بھی تعلیم ہے۔ کہ ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی طہارت کو ہمیشہ ہر امر میں مد نظر رکھو (وجعلنی من المتطہرین) پارچات و بدن مکان صاف رکھو۔ ہر ایک پلیدی و گندی مضر و متعفن ہوا سے پرہیز و احتراز کرو۔ اور چھوڑ دو۔ کیا سانپ یا اور زہردار ذی روح کے منہ میں انگل دینی چاہئے۔ یا کنارہ بام الفار کو عمدا کھانا چاہئے۔ کہ توکلت علی اللہ کھا لیتا ہوں۔ جو چاہے رب کریگا۔ کیا خود بخود چاہ میں گرنا اور خودکشی کرنا۔ یہ توکل ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ جب تک روح نفس میں ہے۔ اس کا معالجہ کرنا فرض ہے۔ ایک دم کے واسطے بھی اگر ہزار دام لگے۔ توقف نہ کرے۔ اسباب خدا نے کیوں مقرر کئے کیوں زوجین کا جوڑہ بنایا۔ اسی طرح اولاد پیدا کر لیتا۔ نبیوں کو کیوں بھیجا۔ خدا خود بخود سمجھا دیتا۔ اور ہزارہا اشیاء پر نگاہ کرو سب میں بھی راز ہے۔ ظاہری اسباب کو تو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی و روحی) نے بھی چھوڑا نہیں ہے۔ جنگ کے واسطے سامان مہیا کرنا۔ زرہ گھوڑے ہتھیار وغیرہ خریدنا۔ جنگ میں خندق کا کھودنا کیا معنے۔ کیا اس میں توکل نہیں ہے (بزانوئے اشتر بند و توکل بنہ) باوجود (واللہ یعصمک من الناس) وعدہ عصمت و حفاظت من جانب اس حی و قیوم خدا جناب نبی علیہ السلام کو پہنچ چکا تھا۔ پھر دشمنوں کے فساد و عناد و مشورہ قتل کے وقت معہ صدیق اکبر غار ثور میں جا پناہ گیر میں ہوئے کیا وہ توکل چھوڑ کر بھاگے تھے۔ ان لوگوں کو جن کو آب و ہوا مدینہ شریف ناموافقت و عدم الفت سے بخار شروع ہو گیا تھا۔ ان کو تبدیلی ہوا و آب و دانہ کے واسطے باہر چراگاہ میں سکونت رکھنے کا کیوں حکم دیا گیا تھا۔ کیا اس جگہ ... نہیں تھا۔ جو باہر تھا۔ طاعون کے ... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لشکر کو واپس کرنے پر جو اعتراض حضرت ابو عبیدہ صاحب نے کیا تھا۔ وہ یاد ہے۔ اور جو جواب فرمایا۔ وہ یاد ہے۔ (نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ) میں تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگتا ہوں۔ یعنے یہ بھی اسی کا حکم ہے۔ کہ جلتی آگ میں عمدا کود کر نہ گریں۔ حالانکہ یہ مرض متعدی ہے۔ جو ہزارہا بار تجربہ ہو چکا ہے۔ جو مجذوم کے مشابہ ہے۔ جس کے واسطے رسول صلعم کا حکم ہے کہ ... مجذوم سے ایسا بھاگو جیسا شیر سے کیونکہ اس کا زہردار اثر فوراً تم میں سرایت کرے۔ اس قدر مجرب واقعات شواہدات بینات کی موجودگی میں پھر کہنا کہ طاعون سے کیوں بھاگے۔ یہ سراسر لوگوں کی حماقت و تعصب و سینہ کوری ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت و عداوت کے واسطے یہ باطنی ہلاکت کے گڑھے میں گر کر نابود معدوم ہو ہی چکے تھے۔ اب ظاہری و جسمانی قویٰ کو بھی خود بخود ہلاک کر رہے ہیں اور ولا تلقوا کے مصداق بن رہے ہیں (وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون) پر عمل نہیں کرتے۔ انکار و اصرار سے باز نہ آکر اگر استغفار ظاہری و باطنی پر کاربند ہوتے۔ تو عذاب الٰہی سے بچ جاتے کیونکہ وعدہ رحمانی ہے۔ کہ (وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا) رسول کے ساتھ عذاب کا وابستہ ہونا اس آیت کا مطلب مفہوم ہے جب رسول فرستادہ خدا بھی موجود ہے تب ہی عذاب کا موجود ہے۔ پھر مسیح موعود و مہدی مسعود سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم کسی بستی یا قوم کو عذاب سے بالکل تباہ نہیں کرتے۔ جبتک ان کو رسول کی معرفت آگاہ نہیں کر لے

در آنحالیکہ یہ باتیں ہے لوگ خدا کے غفور و غفار تو تمنا ظاہری و باطنی کے حصول و وصول و جذب و کشش کی طرف پورے طور سے عائل و سائل ہو کر با کمال دلی توجہ و جگری تضرع و خشوع خضوع سے سر تسلیم تعظیم کا برآستان رحمٰن رب الرحیم والکریم فی کل نفس و زبان رکھتے ہوں۔ اور عذاب بھیجدوں (اِنّ اللّٰہ لا یخلف المیعاد) بسبب زمانہ فیج اعوج اکثر علماء امت پر جب پیشگوئی رسول مقبول اسمہ و رسمہ کا طرح مسلمان بالمشابہ یہود صرف ظاہری الفاظ پرستی کو اپنا زیرپشتی سرمایہ سمجھا سینہ زوری کی ضد پر اترے ہیں۔ اور آیت و حدیث کی ظہر و بطن ہر دو معانی پر عمیق و گہری نگاہ سے غور و تدبر و تفکر کے ساتھ دل و دماغ کو ہمہ دل و معروف نہیں کرتے۔ اسی واسطے تو اسقدر مخالفت کا جنگ و شور برپا کیا ہوا ہے۔ اور اُس نور کو جو ماموریں اللہ و خلیفۃ اللہ و جری اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باصد ہزار دلایل بینہ اقوی و عقلیہ و نقلیہ جحت قاطع و ساطع و آیات بینات بدیہات و علامات نو ہونات منورا ظہر و اظہر ہو کر ملا ہے۔

(لیطفئو نور اللّٰہ بافواھھم) اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھاتے ہیں۔ اور اُس روشنائی و بینائی کے چمکدار صاف و شفاف چشمہ و آئینہ کو اپنی تعصب و تخلف کی میل کچیل سے مکدر کرتے ہیں۔ اور اُن حقایق و دقایق و معارف و اسرار و رموز کو جو بطور انعام و اکرام بذریعہ الہام مکالمہ و مخاطبہ مشرف ہو کر برائے صداقت و شہادت اسلام اُس آخر الزمان امام خیر الانام کو عطا ہوئے ہیں۔ چشم پوشی کر کے عمداً کتمان دین کرتے ہیں۔ اور اُس موعود خزانہ و مال کو جو مسیح موعود کے ساتھ وابستہ تھا۔ اُس کی تقسیم سے حصہ لینا نہیں چاہتے۔ بلکہ بھاگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ قرآن اور حدیث کے اسرار کا خزانہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ درہم دینار و اشرفی و روپیہ کا خزانہ ہوگا۔ جو آکر ہمکو بانٹے گا۔ اور (یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر) کے بھی ظاہری الفاظی معنے کرتے ہیں۔ کہ وہ سولی جو لکڑی کی گاڑی جاتی ہے۔ آکر توڑیگا۔ اور یہی خنازیر جو باہر جنگلوں میں رہتے ہیں۔ ان کا شکار کر کے مارے اور عمر پائے گا۔ یہ تاویلی اور حقیقی معنے پسند نہیں کرتے۔ کہ وہ آکر صلیب پرستی کے مذہب کو اور نجاست خبیث کی بیخ کو جڑ سے اکھیڑ دیگا۔ اور اُن خنازیر کو جو اہل اسلام کے سخت و کرخت مخالف اور دین کی اضاعت کے باعث عنادی و فسادی اور ایمان کی آبادی اور زراعت کو ضایع و تباہ کرتے اور قتل و انت سب و شتم و دشنام دہی سے لب کھولکر ستم و غم و الم کے زخم پہنچا رہے ہیں اُن کو آکر قتل کرے گا۔ اصل مطلب و غرض یہ کہ یہ لوگ یکطرفہ کارروائی کرتے ہیں۔ اور یک چشم کی طرح دیکھتے ہیں۔ اور دوسری آنکھ کے نور سے بے بہرہ ہیں ایک حدیث کے لفظ پر ضد لگا کر اڑے رہتے ہیں۔ اور دوسری طرف صد ہا حدیث فروع متصل و صحیح کیوں نہ ہوں۔ پرواہ نہیں ہے۔ عالم ہو حالانکہ مقدم کلام قرآن شریف ہے اس کے بالمقابل حدیث شریف خواہ کس قدر صحیح اسناد و معتبر روایات سے ثابت ہو۔ اگر مخالف و معارض ہے۔ ہرگز مقبول و قابل وقعت نہ ہوگی۔ ہاں اس میں تطبیق و توفیق سے باہم مضمون موزون کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر احادیث بھی باہم متضدین واقع ہوں۔ تو اُن کو بھی قرآن و سنت و تعامل کے ساتھ مطابقت یا انقطت کرنی چاہیے۔ نہ یہ کہ کسی حدیث میں کچھ اور کسی میں کچھ۔ اور یہ سب صحیح۔ یہ ناانصافی و کج فہمی ہے۔ کیونکہ حدیث یقینی و قطعی علم نہیں ہے۔ بلکہ ظنی ہے۔ سو اُن میں ضعیف بھی ہیں۔ اور موضوع بھی داخل ہیں۔ اُن میں تمیز و تحقیق و تشخیص سے تعیض و تنقید کرنا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ جو اہرات و طلائی و نقرہ کا پرکھنا بغیر صراف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح احادیث کی تنقید کو بھی کامل و عامل و عارف باللہ و منقد متقی عالم ربانی و حقانی محک علم و عمل پر پرکھ سکتے ہیں (اتقوا اللّٰہ و یعلمکم اللّٰہ) حدیث شریف میں جو لفظ بلد وارد ہے۔ کہ ایام طاعون میں

بلد سے نہ نکلیں۔ سو بلد سے مراد مکان سکونتی نہیں ہے۔ کہ خواہ کیسی ہی ہوا گندی متعفن و زہریلی و مہلک و قاتل ہو جاوے۔ مکان سے نہ نکلے کہ توکل ٹوٹ جاویگی۔ بلکہ بلد حدود شہر پر حاوی ہے۔ قرآن کلام حضرت ذوالجلال والاکرام اسپر شاہد ہے (بلد میت فاثرنا ما....) جس سے زمین زراعت و شہر مراد ہے۔ نہ کہ مکان جو باران سے سرسبز ہو کر روئیدگی نکالتے ہیں۔ دوسری حدیث میں حرف ارض آیا ہے۔ جو اور بھی نہایت وسیع اور کشادہ ہے۔ مطلب صاف کہ اُس زمین سے نہ نکلو۔ یا اپنی حدود یعنے باہر میدان مصفا ہوا میں سکونت رکھو۔ یہ منع ہے۔ کہ وہاں امراض سے بھاگ کر کسی دوسرے گاؤں میں بیماری پھیلانے کے واسطے نہ چلا جاوے تا کہ اُس کی زہریلی انفس سے موثر ہو کر دوسرے لوگ بھی مبتلائے مرض نہ ہو جاویں اور یہ سخت گناہ ہے۔ ہاں ابتدائی حالت بیماری کے جس وقت قدرے آثار نمودار ہوں۔ دوسرے گاؤں میں بھی جانا کچھ ہرج نہیں ہے مگر جس وقت کہ زور شور سے بحر طغیانی موج مارنے لگے سو نہ اس وقت اپنی حد باہر میدان میں رہ سکتا ہے۔ دوسرے گاؤں میں نہ جاوے۔ یہی حکم مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ نیز صحیح بخاری شریف میں حدیث ہے۔ (اذا انزل اللّٰہ بقوم عذاباً اصاب العذاب من کان فیھم) حدیث ہو۔ کہ جس وقت کسی قوم میں عذاب اُترے۔ تو غیر صالح کیا تھے صالح بھی شامل ہو کر گرفتار عقوبت ہو جاتے ہیں۔ اسواسطے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے طلبگار و استغفار کے خواستگار صبح و شام کے اذکار کرنے والے لوگ اُس معذب گاؤں سے علیحدہ ہو جاویں۔ مگر اگر خواہ مخواہ عذاب الٰہی کو نہ خریدیں اور اُسپر سنت اللہ و قرآن فرقان شاہد ناطق ہے۔ اہل مکہ کے حق میں جناب باری تعالیٰ رسول صلعم کو فرماتا ہے (ما کان اللّٰہ لیعذبھم و انت فیھم) جبتک تو اس گاؤں میں ان لوگوں سے علیحدہ نہ ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو عذاب نہیں کرتا۔ اس سے بھی یہی سبق حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد مصطفٰے اصفی الاصفیا اتقی الاتقیا صلی اللہ علیہ وسلم کو حفاظت و عصمت کا وعدہ تو دیا ہوا تھا۔ اور مکہ شریف میں بھی جناب کو محفوظ رکھ سکتا تھا و منکرین کو فنا و تباہ کر سکتا تھا۔ مگر اُس نے علیحدگی کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہی موافق موسیٰ علیہ السلام کو بھی بوقت غلبہ کفار نابکار رات کو ہی مع قوم نکلنے کا حکم دیا۔ (اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی انکم متبعون) اور ابراہیم اور داؤد علیہ السلام بھی بوقت رات ہی غلبہ کفار کے نکلے تھے۔ اسی طرح یونس علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو۔ کہ وہ بھی اپنے اہل قریہ مخالفین کو وعدہ عذاب دیکر علیحدہ ہوگئے (و ذاالنون اذ ذھب مغاضباً فظن ان لن نقدر...) کیا اللہ تعالیٰ اُن کو وہاں اُس بستی میں رکھکر نہیں بچا سکتا تھا۔ اس میں بھی یہی راز اور حکمت بھری ہوئی ہے۔ کہ خالص مومن بندے خود بخود علیحدہ ہو جاویں اور استغفار بالاسحار میں مشغول ہوں۔ اور ظاہری اسباب کے ساتھ بھی تعلق رکھیں۔ اسی طرح نوح علیہ السلام کو بوقت نزول عذاب علی الکافرین مع اپنے جمیع مومنین و عیال اقربین کے بغیر فرزند کنعان اُن لوگوں سے علیحدگی کا ارشاد فرما کر سامان و اسباب نجات بنانے کا حکم نافذ کیا۔ (واصنع الفلک......) کیا اللہ تعالیٰ سوائے اسباب کشتی کے محفوظ و مصئون نہیں کر سکتا تھا۔ اسی طرح لوط علیہ السلام قریہ کی تباہی و فنا ہی کے وقت خدا سے آگاہی پا کر فوراً رات کی سیاہی میں مع جمیع مومنین کے اہل بیت شہر سے نکل باہر ہوئے (فاسر باھلک بقطع من الیل ولا یلتفت) اللہ تعالیٰ نے اُن کو بچا لیا۔ وہاں منکرین کیساتھ عذاب میں شریک و شامل نہوئے۔ بھاگنے و نکلنے کا الزام ان نبیوں پر عاید ہو سکتا ہے کیا وہ توکل چھوڑ گئے تھے۔ یا خود خدا کا پیغام ملا۔ مگر یاد رکھو۔ کہ جب سے دنیا کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ تب سے اُس منتظم و منتقم حقیقی نے انسان کے ساتھ اسباب ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی دونوں کا سلسلہ یکساں منسلک رکھا ہے۔ تا کہ انسان اُنکی فیض و فوائد سے فائز ہو کر محروم نہ رہے۔ اور سعادت دارین حاصل کرے۔ ہاں اسقدر ضروری کہ سبب کو اپنا اصل معبود و الٰہ نہ سمجھے۔ حقیقی مالک و خالق کو نہ بھولے ... اور کامل ہدایت نصیب کرے۔ آمین

احمدیوں پر ظلم

ستایا ہے ناحق ہمیں تو نے ظالم

یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے

آدم اور ابلیس کی لڑائی ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور شیطان اور اسکی ذریت آدم اور اس کے متبعین کو ہمیشہ دکھ دیتے آئے ہیں جب جب کوئی راستباز اور خدا کا مامور مصلح دنیا میں آیا۔ اسکی مخالفت کی گئی اور اس کے ساتھ والوں کو جو غربا اور ضعفاء کی جماعت ہوتی ہے سخت سے سخت اور کینہ سے کینہ طریق ایذا رسانی کا اختیار کیا گیا۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات کا تذکرہ اسی رنگ میں آتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے ساتھ والوں کو کہا گیا کہ ہم تمہیں اپنے شہروں اور بستیوں سے نکال دیں گے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم جو معزز اور محترم لوگ ہیں ان ذلیل اور چھوٹے آدمیوں کو نکال دیں گے۔

یہ سنت اللہ ہے جو ہر صادق کے وقت میں عیاں نظر آتی ہے اسوقت بھی جب خدا کا مسیح اور مرسل ظاہر ہوا۔ تو ان پہلوں کی یادگار نے اپنے آباء و اجداد کے نقش قدم پر چلکر جری اللہ اور اسکی جماعت کو ہر جگہ ہر قسم کے دکھ اور تکالیف پہونچائیں کیا ان تکلیفوں اور مشکلات اور مصائب نے خدا کے مرسل کی راہ میں کوئی روک پیدا کی؟ یا کیا ان تکلیفوں اور دکھوں نے اسکی مخلص جماعت کو پراگندہ کیا؟ کبھی نہیں۔ خدا کا مرسل پہلے سے زیادہ وثوق زیادہ استقلال اور ثبات قدم اور جوش کے ساتھ آگے بڑھا اور یہ تمام تکلیفوں اور دکھوں کے چٹان جو اسکی راہ میں پھینکے گئے تھے ہباءً منثورا ہوگئے اور پرکاہ کی طرح اڑ گئے اور اس کی جماعت باوجود ان تکالیف اور مشکلات کے بڑھی اور بڑھ رہی ہے۔ اس نتیجہ سے اگر ناعاقبت اندیش مخالف سبق لیتے تو وہ اپنی کوششوں میں کامل ناکامی دیکھکر آئندہ کے لئے توبہ کرتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اگر ایک تلخ دشمن اپنی نامرادیوں کو دیکھکر زاویہ گمنامی میں پڑ جاتا ہے یا اس دنیا سے اٹھا یا جاتا ہے تو ایک اور پیدا ہو جاتا ہے جو خدا کے مسیح اور اسکی جماعت کو دکھ دینے کا عزم کرکے اٹھتا ہے اور وہ پہلوں کے انجام کو مد نظر نہیں رکھتا۔

اس تمہیدی نوٹ کے بعد میں اس تازہ واردات ظلم کی داستان سنانا چاہتا ہوں۔ جو کھاچوں تھانہ بنگہ ضلع جالندھر کی کمزور اور غریب احمدی جماعت پر وہاں کے شدید اور غلیظ مغضوب مخالفوں نے روا رکھا۔ کھاچوں میں صرف چند احمدی ہیں اور وہ بھی غریب۔ وہ ایک مسجد میں ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے مگر شیطان اور اسکی ذریت کب گوارا کرسکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کا اظہار ہو۔ اس لئے انکی مخالفت کے لئے چند شورہ پشت اٹھے اور عصر کی نماز کے وقت انکو پکڑ کر اسقدر مارا کہ بعض کو سخت چوٹیں آئیں۔ احمدی جماعت کے ان ضعیف اور مظلوم افراد نے یہ بڑے حوصلہ اور صبر سے برداشت کیا۔ اور اپنی جان اور مال اور آبرو کو خطرہ میں ڈالا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے ایمان کو متزلزل کریں۔ یہ نمونہ جو کھاچوں کی احمدی جماعت نے دکھایا ہے ہر طرح قابلقدر اور واجب التقلید ہے۔ کھاچوں کے احمدی ان شریروں اور شورہ پشتوں کو عدالت سے سزا دلاسکتے تھے مگر انہوں نے عدالت ربّانی ہی کے فیصلہ کا انتظار کرنا مناسب سمجھا خدا ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے یہ یقینی امر ہے کہ ظالم اپنے کئے کی سزا پائیں گے تاہم میں تھانہ بنگہ کے نیکدل اور شریف الطبع سب انسپکٹر بابو اجنگا سنگھ صاحب کی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ کھاچوں کے ان شورہ پشت لوگوں کو مناسب تنبیہ کریں اور غریب احمدی جماعت کی حفاظت جان و مال کے لئے مناسب نوٹس لیں۔ ورنہ یہ لوگ دلیر ہوکر ان بیچاروں کو سخت سے سخت دکھ اور تکلیف دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ سب انسپکٹر صاحب کی توجہ فرمائی سے آئندہ مظلوم احمدیوں کو امن ملسکتا ہے اور چونکہ احمدی جماعت جیسا کہ اس کے امام اور پیشوا کی تعلیم ہے ہمیشہ ہر قسم کے فتنہ اور فساد کے محل سے بچتی ہے اور یہ تازہ نمونہ کھاچوں کی جماعت کا موجود ہے کہ باوجود مار کھانے کے خاموش ہو رہے اسلئے اندیشہ ہے کہ مخالف بیباک اور بھی کھیلیں۔ کھاچوں کی احمدی جماعت کا صبر اور استقلال اللہ تعالیٰ اور اسکے صادق مرسل کے حضور خوشنودی کا موجب ہے اور یہی صبر ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کو جذب کریگا اور یہی وہ کلید ہے جو ان کے لئے ہر قسم کے امن اور سلامتی کے دروازے کھولدیگی۔ خدا کرے کہ ہمیں بھی توفیق دیجاوے۔

ایک خطرناک بدعت کا اعلان

(اسلامی اخبارات کی توجہ طلب)

بعض اسلامی اخبارات میں میں نے ایک ترجمۃ القرآن اردو کا اعلان پڑھا ہے جسکو شیخ فیض بخش پریس فیروزپور شہر نے چھاپا ہے۔ مجھے سخت حیرت اور تعجب ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانوں کی ہمدردی وحمایت اور قومی ریفارم کی صدائیں بلند کرتے ہیں جنکی ہر ہر قلم سے قومی قومی کی آواز نکلتی ہے اکثر دفعہ وہ اپنی ذاتی اور شخصی مفاد کے مقابلہ پر مسلمانوں کو ہی نہیں اسلام کو سخت نقصان پہونچانے میں بھی تامل اور مضایقہ نہیں کرتے۔ پچھلے دنوں لاہور کے اخبار وطن کی کفر فروشی کا کچا چٹھا شایع کیا گیا تھا۔ اب میں یہ کہتا ہوں کہ امرتسر کا اخبار وکیل اور بعض دوسرے اسلامی اخبارات بھی ترجمۃ القرآن اردو کا اعلان چند پیسے لیکر شایع کر رہے ہیں اور مسلمانوں میں وہ بدعت پھیلانا چاہتے ہیں جسکی گذشتہ تیرہ صدیوں میں نظیر نہیں پائی جاتی۔ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ اس تجویز ترجمۃ القرآن اردو کی مجوزین میں کسی عیسائی کا مشورہ داخل رہا ہو ورنہ ایک مومن مسلمان کبھی اس بیہودہ اور مضر تجویز کو پسند نہیں کرسکتا عیسائیوں پر جو مصیبت اپنی اصل کتاب کے کھو بیٹھنے کی آئی اسکی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے متن کو چھوڑ کر ترجمہ پر کفایت کی اور کلام اللہ کو ہاتھ سے دے بیٹھے۔ اب مسلمانوں میں بے متن ترجمہ کا رواج اسی بدعت کی اشاعت ہے۔ کیا یہ لوگ قرآن مجید کے متبرک اور مقدس الفاظ کو مٹا دینے کی سعی نہیں کرتے؟ اگرچہ یہ سچ ہے کہ خدا کا کلام مٹ نہیں سکتا خدا خود اسکا محافظ ہے مگر یہ تدبیر اور سعی اس قسم کی ہے جس سے خدا کا کلام مٹایا جا سکتا تھا اور ایسی تجویزوں کی سخت بیزاری کا اعلان کرنا چاہئے۔ مسلمان اخبار نویسوں کا تو یہ فرض ہونا چاہئے تھا کہ اس شنیع فعل سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے اور زور ڈالکر ایسے ترجمہ کو رکوا دیتے مگر وہ اشاعت فائدہ کیلئے دین فروشی کرتے ہیں یہی بات ہمیشہ بری لگتی ہے اسلئے اخبار وکیل کی کمپنی کے مایہ ناز ایڈیٹر تعجب نہیں مجھے گالیاں دیں مگر میں انکی گالیوں کے ڈر کر اظہار حق سے نہیں رکونگا۔ بہتر ہے اخبار وکیل اس ترجمہ کے اعلان کو بند کرکے اس کے مضرتوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرے ورنہ میں مسلمانوں کو صلاح دونگا اور اس کا [illegible]

آپ خود انصاف کریں

کہ کون سی بات بہتر ہے؟ تجربہ کرنا یا کلکتہ کے ایک مشہور طبیب کے تجربہ سے فایدہ حاصل کرنا
تجربہ نئی بات کو معلوم کرتے کو کہتے ہیں جو چیز جیسی ظاہر کی جاوے ویسی ہی ثابت بھی ہونی چاہئے
اور آپ کے ذاتی تجربہ میں اگر وہ مفید یا ایسی ثابت ہو جیسی کہ ظاہر کی جاتی ہے تو ضرور شکر گزار
ہو گی ایک اجنبی شخص کا تعریف کرنا تسلی بخش ثبوت نہیں ہوتا اس لئے اپنے ملک اور
وطن کے لوگوں کی پسندیدگی ہی ڈومن کی درد پشت اور گردے کی گولیاں (ڈوین
بیک ایک کڈنی پلس) کی ہر ایک بوتل کے لئے بڑی سفارش ہے یہ بیان پڑھئے
ڈاکٹر اے ۔ سی ۔ رائے ۔ ایل ۔ او ۔ ایس طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے
علم نباتات اور امراض چشم کے معلم (اسپیشلسٹ اینڈ میڈیکل ہال ۱۰ ۳ ۱۵ اپر بازار
ہسٹریٹ کے طبیب) کہتے ہیں کہ ڈومن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں
(ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) درد پشت میں اور خاص کر مستورات کی بیماریوں میں
جبکہ درد پشت بھی موجود تھا استعمال کرائی ہیں اور ان کو بہت مفید پایا ہے
مستورات کی بہت سی بیماریاں گردوں اور پیٹ کے اعضاء کے خراب ہو جانے
سے ہوتی ہیں اور ایسی حالت میں یہ گولیاں بہت جلد شفا دیتی ہیں ۔ ڈومن کی درد پشت
اور گردہ کی گولیاں (ڈوونس بیک ایک کڈنی پلس) گردہ کو طاقت دینے کے لئے مجرب دوا ہیں اور
گردوں کو زہریلے مادوں کے نکالنے میں مدد کرتی ہیں جن کی وجہ سے مردوں اور
عورتوں کو بخوابی ۔ پٹھوں کے امراض درد پشت ۔ درد مفاصل ۔ اور ریاح کی
شکایت ہوتی ہیں ۔ خون صاف کرنے میں بھی مدد دیتی ہیں ۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں
پر یا براہ راست ڈومن کی ادویہ پوسٹ آفس بکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت
فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو
معہ نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بذریعہ ویلیو
پے ایبل خرچ لینے کے کی جائے گی ۔

آجکل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آرہی ہے اس کی نظیر زمانہ مرسلین و نبیین علیہم الصلوٰۃ
والسلام میں بھی ملیگی ۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں طاعون ۔ وبا اور طوفان ۔ وہ طاعون جو ہندوستان
پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو رہی ہے جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر
رکھی ہے ۔ جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما کنا
معذبین حتی نبعث رسولا پر غور و خوض کریں ۔ اور ان آفات سے بچنے کے لئے
توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی
چہاردہم کا ملہم الہام اعلم ہے یا رب کل شئی خادمک رب فاحفظنی وانصرنی و
ارحمنی بکثرت پڑھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون دو دو رتی
دن کے چند مقطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے
ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہمنے اسکی عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے اگر طاعونی ایام
میں طاعونی بخار ہو تو اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گلٹی میں ملا کر بدن پر مالش
کیجائے تو فوراً آسمیں درد و بخار کافور اور سم سام و گلٹی کا خطرہ دور ہوگا اور طبیعت میں
صحت میں بھی حاصل ہوگا ۔ جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہو اگر انکے بدن پر بھی مالش کر
مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے یہ بار ہا کا مجرب ہے
علاوہ انیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن دس روپیہ محصول ڈاک
بذمہ خریدار ۔ ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر جو
پسو یا مچھر بیٹھے تندرست انسان کو کاٹے وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے ۔ یہ تیل اس غرض سے
تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصہ پر جہاں مچھر و پسو کے کاٹنے کا احتمال ہو اس کو ملنے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ پھٹکیں گے
ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ ۔ روغن حکیم نور محمد
پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کریں
(نوٹ) جو خریدار پتہ بالا تحریر کر کے طلب کرینگے انکو ایک پرچہ نمونہ نوری شفاخانہ موکل میں بھیج دے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب ہو رہا
رہی ہے لیکن ہمارا کلام بانوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اوّل آزمائیے منگا کر دیکھ لیجئے
اس میں کچھ بھی دھوکا نہیں ۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی جو کمزوریاں دیکھی جاتی ہیں
عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے اکسیر معجون طلائی
کے لئے بہترین اعمال ہیں امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی اور ہر قسم کی
باہمی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھدیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے
اوّل نمونہ مفت منگا کر دیکھو پسند ہو طلب فرمائیں قیمت فی بکس ایک روپیہ طلائی سمیت
پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہو جاتے
ہیں اور مریض کو بعض اوقات خود کشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلا کلکی
سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلائی بھی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو مفید پائیں گے
منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزمائیں قیمت چھ ماشہ دو روپیہ ۔
سرمہ سلیمانی ۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت
بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸
سنون دندان ۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت
مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴
المشتہر
حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

ایک لاکھ پرچہ تقسیم ہوچکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا
ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے
(ہر درخواست کیفیت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)
(سرمہ ماہ نور)
نزول آب ۔ ناخونہ ۔ اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں
میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول آب ۔ تک میں فایدہ کھلایا ہے اور باقی
امراض جالا ۔ پھولا ۔ دھند ۔ غبار ۔ سبل ۔ پانی ۔ پڑبال ۔ خارش ۔ موتیا بند ۔ شبکوری
ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سینکڑوں سارٹیفکیٹ معزز
ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عمدہ داروں کے موجود ہیں ۔ ایک تولہ سرمہ
سال بھر سے زاید کو کافی ہے ۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد
ایجنسی درخواست کرنے سے روانہ ہوں گے دریافت طلب امور کے
لئے جوابی کارڈ آنا چاہئے ۔
سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

کم خرچ بالانشین خوش وضع

سوتی لنگی شروع پختہ رنگ
کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ جاڑوں میں
...... زنانہ لحاف کے واسطے ...... پایدار و خوبصورت کپڑا
ہے فی تھان طول ۴ درعہ ۔ اگر وعرض قیمت صرف عہ فرمایشات وی
پی منگانے میں جانبین کا اطمینان محصول بار دانہ خریدار کے ذمہ خط و
کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ
ہونی چاہئے ۔ المشتہر
محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

... پریس قادیان میں ... باہتمام ... احمدی کے ... چھپ کر شائع ہوا